مطالعۂ قرآن الحکیم

از

[illegible]

Publishers
URDU BOOKSTALL
LAHORE

معاملۂ زمین

اور

جدید طریقۂ تشخیص

از

برج نرائن ایم اے

پروفیسر اقتصادیات سناتن دھرم کالج۔ لاہور

ملنے کا پتہ

اردو بک سٹال بیرون لوہاری دروازہ

لاہور

اشاعت اول

دیباچہ

جدید طریقہ تشخیص کے متعلق حکومت کا اعلان اردو میں شائع ہوا ہے۔ تاکہ جو غلط فہمیاں اس بارہ میں پیدا ہو سکتی ہیں۔ وہ دور ہو جائیں حکومت نے صاحب مہتمم بندوبست کو ہدایت بھی کی ہے۔ کہ وہ اس طریقہ کو نہایت واضح طور پر لوگوں کو سمجھائیں ؛

اس رسالہ کے شائع کرنے کا مقصد بھی یہی ہے۔ کہ معاملہ زمین اور جدید طریقہ تشخیص کو زمینداروں اور خاصکر چھوٹے زمینداروں کو نہایت واضح طور پر سمجھا دیا جائے ؛

برج نرائن

مورخہ ۱۳- اپریل ۱۹۳۵ء

فہرست مضامین

اجناس کی قیمتیں

معاملہ زمین کی تشخیص میں ہمیشہ زرعی پیداوار کی قیمتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے - نئے بندوبست میں جو لائل پور ضلع میں شروع ہونے والا ہے - قیمتوں کو خاص اہمیت دی جائے گی - اس لئے پہلے سمجھنا ضروری ہوا - کہ قیمتیں کتنی گری ہیں اور کیوں ؟

اجناس کی قیمتیں - فی من

جنس	سنہ ۱۹۲۷-۲۸ء			سنہ ۱۹۳۰-۳۱ء			سنہ ۱۹۳۱-۳۲ء			سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء			سنہ ۱۹۳۳-۳۴ء		
	قیمت		نسبت	قیمت		نسبت	قیمت		نسبت	قیمت		نسبت	قیمت		نسبت
	آنے	روپے	فی صد	آنے	روپے	فی صد	آنے	روپے	فی صد	آنے	روپے	فی صد	آنے	روپے	فی صد
گیہوں	۶	۴	۱۰۰	۹	۱	۳۶	۱	۲	۴۷	۱۱	۲	۶۱	۲	۲	۴۹
جو	۳	۳	۱۰۰	۵	۱	۴۱	۷	۱	۴۵	۰	۲	۶۳	۷	۱	۴۵
جوار	۸	۳	۱۰۰	۱۲	۱	۵۰	۱۰	۱	۴۶	۲	۱	۵۹	۱۱	۱	۴۸
باجرہ	۳	۳	۱۰۰	۱۲	۱	۴۶	۱۰	۱	۴۳	۵	۲	۶۱	۱۱	۱	۳۴

جنس	سنہ ۱۹۲۷-۲۸ء قیمت آنے	روپے	فی صدی	سنہ ۱۹۳۰-۳۱ء قیمت آنے	روپے	فی صدی	سنہ ۱۹۳۱-۳۲ء قیمت آنے	روپے	فی صدی	سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء قیمت آنے	روپے	فی صدی	سنہ ۱۹۳۳-۳۴ء قیمت آنے	روپے	فی صدی
مکی	۷	۳	۱۰۰	۷	۱	۴۲	۸	۱	۴۴	۷	۲	۷۱	۱۳	۱	۵۳
چنا	۱۳	۳	۱۰۰	۱۴	۱	۴۹	۱۳	۱	۴۸	۴	۲	۵۹	۱۳	۱	۴۶
توریہ	۳	۷	۱۰۰	۱۳	۳	۵۳	۸	۲	۴۹	۸	۳	۴۹	۵	۳	۴۶
گڑ	۶	۵	۱۰۰	۲	۴	۷۷	۱۳	۳	۷۱	۱۲	۲	۵۱	۴	۳	۶۰
کپاس دیسی	۱۰	۱۳	۱۰۰	۸	۴	۴۲	۷	۵	۵۰	۱۰	۵	۵۲	۴	۴	۳۹
کپاس امریکن	۱۳	۱۳	۱۰۰	۹	۵	۴۰	۱۰	۶	۴۸	۱۴	۶	۵۰	۶	۵	۳۹
تمباکو	۱۵ +	۹	۱۰۰	۳	۷	۷۲	۱۵	۶	۷۰	۱۵	۵	۶۰	۱۵	۵	۶۰
اوسط =			۱۰۰			۵۰			۵۱			۵۸			۴۸

+ یہ سنہ ۱۹۲۸-۲۹ء کی قیمت ہے۔ سنہ ۱۹۲۷-۲۸ء کی قیمت رپورٹ میں درج نہیں ہے

پہلے خانہ میں قیمتوں کے سامنے ۱۰۰ لکھا ہے۔ اسے انڈکس کہتے ہیں۔ انڈکس ایک ہندسہ ہے۔ جو چیزوں کی قیمتوں میں فی صدی تبدیلی ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً سنہ ۱۹۲۷-۲۸ء میں گیہوں کی قیمت ۴ روپے ۶ آنے فی من تھی۔ اور سنہ ۱۹۳۰-۳۱ء میں ایک روپیہ ۹ آنے۔ سنہ ۱۹۲۷-۲۸ء کی قیمت کو اگر ہم ۱۰۰ کے برابر مان لیں۔ تو سنہ ۱۹۳۰-۳۱ء کی قیمت ۳۶ کے برابر ہوگی۔ یعنی انڈکس ۱۰۰ سے گرکر ۳۶ رہ گیا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ سنہ ۱۹۳۰-۳۱ء میں سنہ ۱۹۲۷-۲۸ء کے مقابلے میں گیہوں کی قیمت ۶۴

فی صدی گری ؏

۲۸-۱۹۲۷ء میں اوسط انڈکس ۱۰۰ تھا - اور ۳۱-۱۹۳۰ء میں ۵۰ یعنی اوسط قیمتیں نصف رہ گئیں - ۳۳-۱۹۳۲ء میں قیمتیں کچھ بڑھیں مگر ۳۴-۱۹۳۳ء میں پھر گریں ؏

قیمتیں آئے سال گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں مگر یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ زرعی پیداوار کے نرخ پہلے کی نسبت آج کل آدھے ہیں ؏

قیمتیں گرنے کے اسباب

قیمتوں کے آدھے رہ جانے سے زمینداروں کی مالی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی ہے - اس کے علاوہ قیمتوں کے بڑھنے کی امید کم ہے اور ۲۸-۱۹۲۷ء کی قیمتیں تو سمجھو کہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہوئیں ؏

پچھلے ۱۵-۲۰ سال میں یورپ و امریکہ میں زراعت نے حیرت انگیز ترقی کی ہے - اس ترقی کے تین بڑے بڑے نتائج ہیں -

اوّل جھاڑ پیداوار فی ایکڑ بڑھ گئی ہے - مثلاً جاوا میں گنے کی پیداوار پہلے سے تگنی ہے ؏

دوم - وہ علاقے جو پہلے بنجر پڑے رہتے تھے اب زراعت کے کام آتے ہیں - کینیڈا میں دس کروڑ ایکڑ زمین ہے جو پہلے خالی پڑی رہتی تھی - اب گیہوں بویا جاتا ہے - اسی طرح روس میں لاکھوں مربع میل خشک علاقے میں جہاں پہلے اُلّو بولا کرتے تھے - اب

ہرے بھرے کھیت کھڑے لہلہاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ لازمی طور پر یہ ہونا تھا۔ کہ اجناس کی پیداوار بڑھ جائے۔ اور حقیقت میں پیداوار مانگ سے کہیں زیادہ ہے۔ دو تین سال ہوئے جاوا میں گنے کی فصل بہت اچھی ہوئی۔ مگر کاٹی نہیں گئی۔ کاٹ کر کیا کرتے گاہک نہ تھے۔ اسی طرح ممالک متحدہ شمالی امریکہ میں گیہوں ایندھن کی طرح ریل کے انجنوں میں جلایا گیا ہے۔ برازیل میں لاکھوں قہوے کی بوریاں آگ کی نذر ہوئی ہیں۔ اور سمندر میں پھینکی گئی ہیں ؂

سوم۔ یورپ اور امریکہ میں کھیتوں میں بھی کلوں کا استعمال ہوتا ہے جس کے باعث فصل پیدا کرنے کے اخراجات بہت کم ہو گئے ہیں۔

کلوں کے استعمال سے زراعت کے طریقے بدل گئے ہیں۔ جنگِ عظیم سے پہلے امریکہ میں بھی کلوں والے ہلوں کا استعمال نہ ہونے کے برابر تھا۔ کیونکہ یہ ہل مہنگے تھے۔ اور ان کے چلانے کا خرچ اتنا تھا کہ گندم کی قیمت کو دیکھ کر کسانوں کو یہ ہل کام میں لانے کی جرأت نہ پڑتی تھی۔ مگر جنگ کے ایام میں اوّل تو گندم کی قیمت بڑھی۔ پھر یہ ہل زیادہ تعداد میں بننے کی وجہ سے سستے ملنے لگے۔ اب کیا تھا۔ جگہ جگہ کلوں کے ہل چلنے لگے ۱۹۲۹ء میں ایسے دس لاکھ ہل امریکہ کے کھیتوں میں کام کر رہے

تھے۔ امریکہ سے ہل اور زراعتی کلیں کینیڈا۔ آسٹریلیا۔ ارجن ٹین اور اور ملکوں میں جاتی ہیں۔ نئی آبادیوں میں زمین کی کمی نہیں۔ کھیت بڑے بڑے ہیں۔ کلوں کے ذریعے کام کرنے میں خرچ اور محنت مزدوری کی بچت ہوتی ہے۔ جس طرح کلوں کے استعمال نے صنعت و حرفت کی کایا پلٹ دی ہے۔ اسی طرح پچھلے ۱۵ - ۲۰ سالوں میں کلوں نے یورپ اور امریکہ کی زراعت کا نقشہ بدل دیا ہے ؂

کلیں کیا ہیں بھوت ہیں جو دنوں کا کام گھنٹوں میں کر کے رکھ دیتے ہیں۔ کل والا ہل ایک دن میں ۲۰ ایکڑ زمین میں ہل چلا دیتا ہے۔ ایک اور کل ہے جو فصل کاٹتی ہے۔ دانے الگ کرتی ہے اور اناج کو بوریوں میں بھر دیتی ہے۔ ہاتھ لگانے کی مطلق ضرورت نہیں۔ جو کام یہ کل ۴۵ منٹوں میں کرتی ہے۔ ہاتھوں سے کرو تو ۳۵ - ۵۰ گھنٹے لگیں ؂

زرعی انقلاب کا ہندوستان پر اثر

زراعت میں کلوں کا استعمال۔ پیداوار کا بے تحاشا بڑھنا اور قیمتوں کا یک دم گر جانا ایک بڑے بھاری زرعی انقلاب کی نشانیاں ہیں۔ اس انقلاب کا ہمارے ملک پر اور خاص کر زمینداروں پہ تباہ کن اثر ہوا ہے ؂

۲۵-۱۹۲۴ء میں ۱۷ کروڑ روپے کا گیہوں غیر ممالک نے ہندوستان سے خریدا - اور ۹۱ کروڑ روپے کی کپاس - ۳۴-۱۹۳۳ء میں گیہوں کی برآمد کی کل قیمت ۳ لاکھ روپے تھی - یہ برآمد نہ ہونے کے برابر ہے - یورپ کو ہمارے گیہوں کی حاجت نہیں - برطانیہ سے ایک معاہدہ ہوا ہے - جس کی تعریف کرتے حکام کی زبان نہیں تھکتی - پنجاب کو اس معاہدہ سے یہ فائدہ ہوا کہ ۳۳-۱۹۳۲ء میں برطانیہ نے ہم سے کل ۱۱ روپے کا گیہوں خریدا - اور ۳۴-۱۹۳۳ء میں کل ۱۷ روپے کا - گیہوں کی برآمد بند ہوئی - اور جب تک ہمارا اقتصادی نظام نہ بدلے گا دوبارہ شروع نہ ہو گی - فکر اور ہے اور وہ یہ کہ گیہوں کی درآمد شروع نہ ہو جائے - آج کل گیہوں کی درآمد پر محصول لگتا ہے - جس دن یہ محصول ہٹا - آسٹریلیا کا گیہوں ہندوستان میں بکنے لگے گا - کہاں ہندوستان اور کہاں آسٹریلیا - آسٹریلیا میں مزدوری ہندوستان کی نسبت چوگنی - پھر گیہوں لادنے کا خرچ لگاؤ - یہ اور ملکوں میں علم کی ترقی اور کلوں کی برکت ہے کہ گیہوں باہر بھیجنے کی بجائے ہمیں باہر کے گیہوں کی درآمد کو محصول لگا کر روکنے کی ضرورت پڑی ؎

کپاس کا حال سنو - ۲۵-۱۹۲۴ء میں کپاس کی برآمد کی قیمت ۹۱ کروڑ روپے تھی - اور ۳۴-۱۹۳۳ء میں ۲۶½ کروڑ روپے - ہماری کپاس کا سب سے بڑا گاہک جاپان ہے - جاپان نے ۳۴-۱۹۳۳ء

میں ½ ۱۰ کروڑ روپے کی کپاس خریدی - برطانیہ نے ½ ۳ کروڑ کی - چین نے تقریباً برطانیہ کے برابر ¼ ۳ کروڑ کی - اور اٹلی نے ¼ ۲ کروڑ کی - جب برطانیہ سے تجارتی معاہدہ کے بارے میں بات چیت ہوئی - تو ہمارے نمائندوں نے برطانوی نمائندوں سے کہا - کہ برطانیہ میں غیر ملکی کپاس کی درآمد پر محصول لگاؤ - اور ہندوستانی کپاس کے ساتھ ترجیحانہ سلوک کرو - مگر انہیں صاف جواب ملا - کہ یہ ممکن نہیں - وجہ یہ کہ ہماری کپاس کی خاطر برطانیہ اپنی کپڑے کی صنعت کو خراب کرنا نہیں چاہتی +

ہم جاپانی کپڑے پر بھاری محصول لگاتے ہیں اور برطانوی کپڑے کے ساتھ ترجیحانہ سلوک کرتے ہیں - اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جاپان ہندوستانی کپاس کم خریدے گا - نقصان ہمیں بھگتنا پڑے گا - یہ ناممکن ہے - کہ برطانیہ اس نقصان کو پورا کردے -

گیہوں اور کپاس کی برآمد کا ذکر ضروری اس وجہ سے تھا - کہ پنجاب کے زمینداروں کی بہبودی کا انحصار اس برآمد پر ہے - ان دو چیزوں کی قیمتوں کے گرنے اور برآمد کے گھٹنے سے کم از کم ۲۰ کروڑ روپے سالانہ کا پنجاب کو نقصان ہوا ہے +

جس طرح گیہوں کی برآمد گئی - اسی طرح کپاس کی برآمد کے بڑھنے کی بھی توقع کم ہے - اور اجناس کی طرح کپاس کی پیداوار بھی اس قدر بڑھ گئی ہے - کہ امریکہ کو کپاس کے کھیتوں میں

دوبارہ ہل چلوا کر کھیتی ضائع کرنے کی ضرورت پڑی - امریکہ میں جان بوجھ کر پیداوار گھٹاتے ہیں - تاکہ قیمت بڑھے - اور امریکہ نے ہمیں بھی پیداوار گھٹانے کو کہا ہے - بلکہ دھمکیاں دی ہیں۔ یہ امید نہیں کی جاسکتی - کہ جاپان ہماری کپاس زیادہ خرید اکرے گا جاپان ہمارے برطانیہ سے تجارتی معاہدے کی وجہ سے ناراض ہے اور جاپان کا غصہ بجا ہے - برطانوی تجارت کو فروغ دینے کی خاطر ہم اپنے کپاس کے سب سے بڑے گاہک کو بگاڑ بیٹھے ہیں - جاپان مانچوکو میں کپاس کی پیداوار بڑھا رہا ہے - اور جوں جوں یہ پیداوار بڑھے گی - جاپانی کارخانہ دار ہندوستانی کپاس کے محتاج نہ رہینگے -

سرکاری اعلان

معاملۂ زمین کی بحث میں اوپر لکھے ہوئے امور کو بھول نہ جانا چاہیئے - معاملۂ زمین ایک محصول ہے جو زمینداروں سے وصول کیا جاتا ہے - اجناس کی قیمتوں کے گرنے اور برآمد کے کم ہونے سے پنجاب کے زمینداروں کی محصول ادا کرنے کی قابلیت حد سے زیادہ گر گئی ہے - اور اقتصادی حالات ایسے ہیں کہ آئندہ اس قابلیت کے بڑھنے کی امید نہیں ہو سکتی -

لائل پور میں نئے بندوبست کے متعلق ایک سرکاری اعلان چھپا ہے - جس کے آخر کی چند سطور ہم نے نیچے لفظ بلفظ

نقل کی ہیں ۔ لکھا ہے :۔

"اگرچہ نئے طریقے پر عمل بالکل آسان ہوگا۔ لیکن ممکن ہے کہ بعض زمینداروں کو ابتدا میں اس کے سمجھنے میں مشکل پیش آئے ۔ اس لئے گورنمنٹ نے صاحب مہتمم بندوبست کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ اس طریقے کو نہایت واضح طور پر لوگوں کو سمجھائیں ۔ اور اگر کوئی دفعہ اس کے متعلق کوئی سوالات پوچھنا چاہے تو اسے ایسے سوالات پوچھنے کا موقع دیں ۔ گورنمنٹ اس کے متعلق پوری بحث کے لئے تیار ہے ۔ کیونکہ اس کو یقین ہے ۔ کہ یہ عام طور پر تسلیم کیا جائیگا کہ گذشتہ کئی برسوں کے بعد یہ ایک نہایت اہم تبدیلی ہے جو زمینداروں کے فائدے کے لئے کی گئی ہے ۔ گورنمنٹ کو پورا اعتماد ہے ۔ کہ علاقہ زیر بندوبست کے لوگ بالعموم اس طریق کو خوش آمدید کہیں گے"۔

خوشی کا مقام ہے ۔ کہ گورنمنٹ معاملہ زمین کی تشخیص کے نئے طریقے کے متعلق پوری بحث کے لئے اور سوالوں کے جواب دینے کو تیار ہے۔ ہمارا اس رسالہ کے شائع کرنے کا مقصد بھی یہی ہے ۔ کہ نئے طریقہ تشخیص کو نہایت واضح طور پر لوگوں کو سمجھائیں ۔ نیا طریقہ تشخیص غریب اور کنگال زمینداروں کی لنگوٹی چھیننے کی ترکیب ہے ۔ چونکہ حکومت زمینداروں کو

اس نئے طریقے کے متعلق سوالات پوچھنے کی اجازت دیتی ہے اور اعتراضات کی جواب دہی کے لئے مستعد ہے - ہم چاہتے ہیں کہ زمیندار موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں - اگر حکومت یا صاحب مہتمم بندوبست ان کی دل جمعی کرا دیں - تو خوشی سے نئے طریقے کو خوش آمدید کہیں اور سرکاری اعلان کو سر آنکھوں پر رکھیں - اگر اعتراضات کے جوابات تسلی بخش نہ ملیں - تو ہرگز ہرگز نیا طریقۂ تشخیص قبول نہ کریں ورنہ زمیندار خود اپنے پاؤں میں کلہاڑا ماریں گے - اور خود اپنی بربادی کا باعث بنیں گے ؎

انکم ٹیکس کے اصول

یہ امر مسلمہ ہے کہ شرح محصول محصول ادا کرنے والے کی قابلیت کے مطابق ہوتی ہے - جو شخص محصول ادا کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا - اس پر محصول نہیں لگتا - جوں جوں قابلیت بڑھتی جاتی ہے - شرح محصول بھی بڑھتی ہے - انکم ٹیکس لگانے میں اس اصول کو مدنظر رکھا جاتا ہے - مثال کے طور پر انکم ٹیکس کو لو :-

انکم ٹیکس	شرح محصول - محصول کی آمدنی کی نسبت فیصدی
آمدنی ۱۰۰۰ روپیہ سالانہ سے زیادہ ہو مگر ۱۵۰۰ سے کم ہو - ۲ پائی فی روپیہ	۱٫۰
" ۱۵۰۰ " " " ۲۰۰۰ " " ۴ " "	۲٫۱

آمدنی ۲۰۰۰ روپیہ سالانہ سے زیادہ ہو مگر ۵۰۰۰ سے کم ہو	۶ پائی فی روپیہ	۳ر۱
〃 ۵۰۰۰ 〃 〃 〃 〃 ۱۰۰۰۰ 〃 〃	۹ 〃 〃	۴ر۷
〃 ۱۰۰۰۰ 〃 〃 〃 〃 ۱۵۰۰۰ 〃 〃	۱۲ 〃 〃	۶ر۳
〃 ۱۵۰۰۰ 〃 〃 〃 〃 ۲۰۰۰۰ 〃 〃	۱۶ 〃 〃	۸ر۳
〃 ۲۰۰۰۰ 〃 〃 〃 〃 ۳۰۰۰۰ 〃 〃	۱۹ 〃 〃	۹ر۱
〃 ۳۰۰۰۰ 〃 〃 〃 〃 ۴۰۰۰۰ 〃 〃	۲۳ 〃 〃	۱۲ر۰
〃 ۴۰۰۰۰ 〃 〃 〃 〃 ایک لاکھ 〃 〃	۲۵ 〃 〃	۱۳ر۰
〃 ایک لاکھ 〃 〃 〃 〃 یا اس سے زیادہ	۲۶ 〃 〃	۱۳ر۵

نوٹ :- سرچارج چھوڑ دیئے ہیں۔ چونکہ یہ اڑ رہے ہیں اور اڑ جائیں گے

انکم ٹیکس غیر زرعی آمدنی پر لگتا ہے۔ زرعی آمدنی کیلئے معاملہ زمین اور آبیانہ ہیں۔ انکم ٹیکس کے اصول سمجھو۔ اوّل یہ مانا گیا ہے اگر کسی شخص کی آمدنی ہزار روپے سال سے کم ہے۔ تو وہ محصول دینے کی قابلیت بالکل نہیں رکھتا۔ اس سے ایک پائی بھی انکم ٹیکس نہیں لیا جاتا۔ اگر آمدنی ہزار روپے سے زیادہ ہے تو ایک مقررہ شرح کے حساب سے ٹیکس لیا جاتا ہے۔ اندھا دھند نہیں۔ شرح ٹیکس آمدنی کے ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی ہے اگر آمدنی ہزار سے زیادہ ہے مگر ۱۵۰۰ سے کم۔ تو آمدنی کا ایک فی صدی حصہ ۲ پائی فی روپیہ کے حساب سے انکم ٹیکس لیا جاتا ہے۔ آمدنی ۲۰۰۰۰ سے زیادہ ہو مگر ۳۰۰۰۰

سے کم تو ٹیکس ۹ پائی فی روپیہ یا آمدنی کا ۱ء۹ فیصدی حصہ۔ جب آمدنی ۳۰،۰۰۰ سے بڑھ جاتی ہے۔ انکم ٹیکس کے علاوہ ایک اور زائد ٹیکس جسے سوپر ٹیکس کہتے ہیں۔ دینا پڑتا ہے ؛

اس کا حساب یوں ہے۔ کہ اگر آمدنی ۳۰،۰۰۰ سے زیادہ ہے۔ مگر ۵۰،۰۰۰ سے کم تو ۳۰،۰۰۰ سے زائد رقم پر ۹ پائی فی روپیہ۔ آمدنی ۵۰،۰۰۰ سے زیادہ ہو اور لاکھ سے کم۔ تو ۵۰،۰۰۰ سے زائد رقم پر ۱۵ پائی فی روپیہ۔ ایک لاکھ کی آمدنی پر ۲۰ء۴ فیصدی انکم ٹیکس لگے گا ؛

معاملہ اراضی کا انکم ٹیکس سے مقابلہ

یہ خیال رہے کہ انکم ٹیکس انکم یعنی آمدنی پر لگتا ہے۔ آمدنی سے مراد ہے خالص منافع۔ فرض کرو ایک حلوائی ہے۔ اس پر ٹیکس لگانے کے لئے دکان کا کل خرچ گھٹا کر آمدنی معلوم کی جائیگی۔ خالص منافع اس کی کمائی ہے۔ آٹا۔ گھی کھانڈ کا خرچ۔ دکان کا کرایہ۔ نوکروں کی مزدوری آمدنی میں شامل نہیں۔

نئے بندوبست کے متعلق سرکاری اعلان سے پھر دو تین سطور نقل کرنے کی ضرورت پڑی۔ صفحہ ۴ پر لکھا ہے :-

"سطور بالا میں یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ منظور شدہ نرخ ہائے

متبادلہ سے جو شرح ہائے معاملہ یک چہارم خالص منافع کی رو سے کسی چک تشخیص کے لئے قائم ہونگی ان میں بندوبست گذشتہ میں قائم شدہ شرح ہائے معاملہ کے مقابلے میں بیشی بحساب اوسط پچیس فیصدی سے زیادہ نہیں ہے"

اعلان میں مانا گیا ہے - کہ شرح ہائے معاملہ یک چہارم خالص منافع کی رو سے قائم کی جائینگی - آیا یہ کہ شرح ہائے معاملہ یک چہارم خالص منافع سے بھی بڑھ جاتی ہیں یا نہیں - اس مضمون پر ہم آگے چل کر بحث کریں گے مگر کوئی بتائے کہ زرعی آمدنی یا خالص منافع پر حکومت ۲۵ فیصدی محصول کیوں لگاتی ہے جبکہ غیر زرعی ایک لاکھ روپے سالانہ کی آمدنی پر بھی اتنا بھاری ٹیکس نہیں لگتا۔

اور لطف دیکھو - انکم ٹیکس کی شرح آمدنی کے ساتھ بڑھتی ہے - اور بڑھنی چاہیئے - مگر زمیندار سب ایک لکڑی سے ہانکے جاتے ہیں - ہماری سرکار چھوٹے بڑے زمینداروں میں فرق نہیں کرتی - سب کو ایک آنکھ دیکھتی ہے - ایک چپڑاسی کی آمدنی ۲۰۰ روپے سالانہ - اور ایک سوداگر کی آمدنی ۱۰۰۰۰۰ روپے سالانہ ہے - اگر دونوں پر آمدنی کے دس فیصدی حصّے کی شرح سے محصول لگا دیا جائے - تو چپڑاسی پر ظلم ہوگا - چپڑاسی بیس روپے پیٹ کاٹ کر دے گا مگر

سوداگر کو ۱۰۰۰۰ روپے میں سے ۱۰۰۰ روپے محصول دینے کے لئے پیٹ کاٹنا نہیں پڑتا - اسی وجہ سے انکم ٹیکس ہر ایک سے ایک ہی شرح کے مطابق نہیں لیا جاتا - اب یہ کیونکر مانیں کہ چھوٹے زمیندار جن کی حیثیت چپراسیوں سے بھی کم ہے - معاملہ ادا کرنے کی قابلیت بڑے زمینداروں کے برابر رکھتے ہیں - حکومت چھوٹے اور بڑے زمینداروں میں فرق کیوں نہیں کرتی - اور سب سے معاملہ ایک ہی شرح سے کیوں لیتی ہے ؟

ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے - ہم نے اوپر بتایا ہے کہ غیر زرعی آمدنی ۱۰۰۰ روپے سالانہ سے کم ہو تو انکم ٹیکس نہیں لیا جاتا مگر زرعی آمدنی کا ٹیکس کسی صورت میں معاف نہیں ہوتا - خواہ آمدنی دس روپے سال ہی کیوں نہ ہو - معلوم ہوتا ہے چھوٹے زمیندار ہوا پھانک کر گذارہ کر لیتے ہیں - چھوٹے زمیندار کس طرح جیتے ہیں - جیتے ہیں یا مرتے ہیں - ایک راز سربستہ ہے - یہ راز کھلنا چاہیئے - اور حکومت ہی اس راز کو کھولے گی -

شاید جواب ملے کہ معاملۂ زمین اور انکم ٹیکس میں فرق ہے - مگر یہ غلط ہے - جس طرح انکم ٹیکس ایک محصول ہے - جو غیر زرعی آمدنی میں سے دیا جاتا ہے - معاملہ زمین

بھی ایک محصول ہے جو زمیندار اپنی زرعی آمدنی میں سے دیتے ہیں۔ معاملہ زمین میں سے نہیں نکلتا۔ زمیندار کی آمدنی یا غریب کے پیٹ میں سے نکلتا ہے۔ انکم ٹیکس اور معاملہ وصول کرنے کے طریقے جدا جدا ہو اکریں اس سے کوئی غرض نہیں۔ غرض زمیندارو اس آمدنی سے ہے۔ جو تم کھیتی کر کے کماتے ہو۔ اگر آمدنی ایک خاص رقم سے کم ہے۔ تو تم محصول دینے کے قابل نہیں۔ خواہ محصول کسی شکل میں لیا جائے۔ یہ کہنے سے کہ تم معاملہ دیتے ہو۔ انکم ٹیکس نہیں دیتے۔ تمہارا پیٹ تو نہیں بھر جائیگا ؎

کہیں بھی چھوٹے نادار زمینداروں پر یہ ظلم روا نہیں جو تم پہ ہوتا ہے۔ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ سلطنت برطانیہ میں شامل ہیں۔ دونو نوآبادیات میں زمیندار انکم ٹیکس بھی دیتے ہیں۔ اور ایک خاص زمین کا ٹیکس بھی۔ انکم ٹیکس کے لئے معافی کی ہمیشہ ایک حد مقرر ہوتی ہے۔ مگر آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں زمین کا ٹیکس بھی ہر زمیندار سے نہیں لیا جاتا۔ جن زمینداروں کے کھیتوں کی مالیت ۵۰۰ پونڈ یا ۶۶۶۶ روپے سے کم ہے وہ ٹیکس نہیں دیتے۔ باقی زمیندار ٹیکس دیتے ہیں۔ مگر ایک شرح سے نہیں۔ جوں جوں کھیت کی مالیت بڑھتی جاتی ہے۔ شرح محصول بھی بڑھتی جاتی ہے ؎

یہ ہُوا انصاف اور غریب نوازی ۔ مگر ہمارے معاملہ کی بنا فقط ایک زرّیں اصول پر قائم کی گئی ہے ۔ اور وُہ یہ کہ سرکار کا خزانہ بھرا رہے ۔ اور سرکاری افسران کا پیٹ ؛

معاملۂ اراضی اَور خالص منافع

ہم اُوپر بتا چکے ہیں کہ اپنے خیال میں حکومت زمیندار سے خالص منافع کا ایک چوتھائی حصہ معاملہ کی شکل میں لیتی ہے ۔ پہلے پہلے ۱۸۵۵ء میں قواعد بنے تھے ۔ جن کی رُو سے معاملہ خالص آمدنی کا تقریباً آدھا ۔ یا پچاس فیصدی حصہ مقرر ہُوا تھا ۔ ۱۹۲۹ء میں قواعد بدلے ۔ اور نئے قواعد کی رُو سے معاملہ خالص منافع کا چوتھائی حصہ مقرر ہُوا ۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ معاملہ زمیندار کو ہر صورت اور ہر حال میں دینا پڑتا ہے ۔ خالص منافع ہو یا نہ ہو اس سے مطلب نہیں ۔ ہماری سرکار کہتی کچھ ہے اور کرتی کچھ ہے ۔ یا خود اپنے قواعد کی پابند نہیں ۔ ہے بھی درست ۔ قواعد بنائے کس نے ؟ سرکار نے ۔ جو قواعد بنائے ۔ ان کے توڑنے کا وہ خود مجاز ہے ؛

خالص منافع کے معنی کیا ہیں ؟ ظاہر ہے کہ پیداوار کی کل قیمت میں سے کھیتی پیدا کرنے کا کل خرچ گھٹا کر جو

رقم بچے - وہ خالص منافع ہے - اس خرچ میں کھیتی اُگانے والے زمیندار کی محنت کا معاوضہ یا مزدوری لازمی طور پر شامل ہے - بغیر زمیندار کی مزدوری گھٹائے خالص منافع نہیں نکل سکتا - اور جو اس کے برعکس کہے وُہ جھک مارتا ہے - اور بکواس کرتا ہے ٭

دیکھنا چاہیئے - کہ فی الواقعہ حکومت زمیندار کے خالص منافع میں سے کون سا حصّہ معاملہ کی شکل میں لیتی ہے ٭

اس سوال کا جواب دینے میں پنجاب کے کھیتوں کے حساب سے بڑی مدد ملتی ہے - یہ حساب کئی سال سے برابر چھپ رہے ہیں - مصنف سردار کرتار سنگھ لائل پور زراعتی کالج کے پروفیسر ہیں - ان کتابوں میں متعدد کھیتوں کی پائی پائی کی آمدنی اور خرچ کا حساب دیا گیا ہے - معاملۂ زمین کی حقیقت سمجھنے کے لئے اس سے بہتر اور اعتماد کے قابل مصالح موجود نہیں ٭

ہم لائل پور ضلع کے ایک تقریباً ۲۸ ایکڑ کے کھیت کو لیتے ہیں - کاشت کرنیوالے مزارع تھے مگر اسوقت ہمیں مالکان اور مزارعان کی بحث سے سروکار نہیں - کھیت کی آمدنی وخرچ سے مطلب ہے - مان لو کہ کھیت کے کاشت کرنیوالے ہی مالک تھے - اس کھیت کا حساب ذیل میں درج ہے :-

۲۸ ایکڑ کے کھیت کا حساب ضلع لائلپور

سال	پیداوار کی کل قیمت			معاملہ اور زمیندار کی مزدوری چھوڑ کر خرچ			بقایا			معاملہ			زمیندار کی مزدوری کاشتکار خالص منافع		
	پائی	آنے	روپے	پائی	آنے	روپے	پائی	آنے	روپے	پائی	آنے	روپے	پائی	آنے	روپے
۲۸-۱۹۲۷ء	۱۰	۷	۱۰۹۴	۴	۱۳	۶۹۱	۶	۱۰	۴۰۲	۵	۴	۲۲۳	نقصان ۶	۹	۵۳
۲۹-۱۹۲۸ء	۲	۸	۱۸۷۶	۳	۵	۶۷۷	۱۱	۲	۱۱۹۹	۸	۱۴	۲۴۹	۱۱	۱۴	۷۴۲
۳۰-۱۹۲۹ء	۵	۴	۱۷۹۳	۵	۱۵	۷۲۱	۰	۵	۱۰۷۱	۱۱	۱۱	۲۴۸	۰	۱	۶۱۵
۳۱-۱۹۳۰ء	۲	۴	۹۷۶	۱	۱۰	۶۳۵	۱	۱۰	۳۴۰	۶	۵	۲۰۶	نقصان ۱۱	۹	۱۱۵
۳۲-۱۹۳۱ء	۲	۱۵	۶۰۲	۶	۲	۳۷۹	۸	۱۲	۲۲۳	۸	۰	۱۷۹	نقصان ۴	۷	۲۳۲

ذیل کے نقشے میں معاملہ کی نسبت پہلے بقایا سے اور پھر خالص منافع سے دکھائی گئی ہے - بقایا کو کھیتوں کے حساب میں خالص آمدنی کہا گیا ہے - مگر یہ غلطی ہے خالص آمدنی یا خالص منافع پیداوار کی قیمت میں سے زمیندار کی مزدوری گھٹائے بغیر نہیں نکل سکتا - اور کھیتوں کے حساب میں زمیندار کی مزدوری خرچ میں شامل نہیں کی گئی ہے اور نہ کہیں دکھائی گئی ہے -

سال	معاملہ کی نسبت بقایا آمدنی سے جو زمیندار کی مزدوری خرچ میں شامل کئے بغیر نکلی -	معاملہ کی نسبت خالص منافع سے جو زمیندار کی مزدوری خرچ میں شامل کرکے نکلی
۲۸-۱۹۲۷ء	۵۵ فیصدی	نقصان
۲۹-۱۹۲۸ء	۲۱ "	۳۴ فیصدی
۳۰-۱۹۲۹ء	۲۳ "	۳۰ "
۳۱-۱۹۳۰ء	۶۱ "	نقصان
۳۲-۱۹۳۱ء	۲۷ "	۶۶ فیصدی
۳۳-۱۹۳۲ء	۸۰ "	نقصان

نقشے کے تیسرے خانے سے ظاہر ہوتا ہے - کہ چھ سالوں میں تین سال تو ایسے گزرے - جن میں زمیندار نے خالص منافع کچھ نہ کمایا - اور پھر بھی اسے معاملہ

دینا پڑا۔ باقی تین سالوں میں ہر سال معاملہ خالص منافع کا ایک چوتھائی حصہ سے زیادہ تھا ۔

زمیندار کی مزدوری

خالص منافع نکالنے کے لئے مزدوری کی شرح مقرر کرنی ضروری ہے ۔ ہم نے مزدوری کی کیا شرح فرض کی ہے؟

پروفیسر گرتار سنگھ نے فصلیں پیدا کرنے کے اخراجات کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے ۔ اس میں زمیندار کی مزدوری ۵ ؍ فی یوم کے حساب سے لگائی ہے ۔ ۵ ؍ کیوں؟ زیادہ یا کم کیوں نہیں؟ اس کا جواب ہے کہ سرکاری کھیت رسالہ والے کے مضارعان کی پانچ سالوں کی یومیہ اوسط کمائی ۵ ؍ تھی ۔

رسالہ والا کھیت کے مضارعان کی اوسط یومیہ کمائی ۔ پورے سال کی فی مرد

سال	آنے	پائی
سنہ ۱۹۲۷-۲۸ء	۶ آنے	۸ پائی
سنہ ۱۹۲۸-۲۹ء	۸ "	۱۰ "
سنہ ۱۹۲۹-۳۰ء	۵ "	۹ "
سنہ ۱۹۳۰-۳۱ء	۰ "	۹ "
سنہ ۱۹۳۱-۳۲ء	۳ "	۰ "
اوسط	۵ "	۰ "

اگر یہ بد قسمت مصارع ۳۱-۱۹۳۰ء میں تین پیسے فی یوم اور ۳۲-۱۹۳۱ء میں تین آنے فی یوم کمانے کی بجائے ۵ یا ۶ آنے کما لیتے ۔ تو زمیندار کی مزدوری کی شرح بڑھ جاتی۔ مگر خیر جانے دو ۔ ۵ آنے فی مرد فی یوم ہی مان لو ۔ اس کھیت پر جس کی ہم نے اوپر مثال دی ہے ۔ چار کام کرنے والے بالغ مرد تھے ۔ اگر عورتوں ۔ بچوں اور بوڑھوں نے کھیتی کے کام میں مدد کی ۔ اسے نظر انداز کر دو ۔ سمجھ لو مفت کام کیا۔ ۵ آنے فی یوم فی مرد کے حساب سے چار آدمیوں کی مزدوری ایک روپیہ چار آنے فی یوم اور سال کی مزدوری ۴۵۶ روپے ۴ آنے نکلی ۔ خالص منافع نکالنے کے لئے اس رقم کو خرچ میں شامل کرنا پڑے گا ÷

معترض شاید کہے کہ کھیتی کا کام سارے سال نہیں بلکہ سال میں تقریباً ۶ مہینے ہوتا ہے ۔ مزدوری سال بھر کی کیوں لگائی ۔ ۶ مہینے کی لگاؤ ۔ جواب یہ ہے کہ بیل سال میں تین چار مہینے کام کرتے ہیں ۔ انہیں سال بھر چارہ کیوں دیا جاتا ہے ۔ اور سال بھر کے چارے کا خرچ کیوں فصل پیدا کرنے کے خرچ میں ڈالا جاتا ہے ۔ انسان بیلوں سے گئے بیتے تو نہیں ۔ ناممکن ہے کہ زمیندار ۶ مہینے روٹی کھائے اور باقی ۶ مہینے خالی پیٹ بیٹھا رہے ÷

سرکاری ملازمین کی مثال لو۔ کالج کے پروفیسروں کو دیکھو۔ سال میں ۳۶۵ دن کون کام کرتا ہے ہر ایک چھٹی کا حقدار ہے۔ سرکاری افسروں کو بڑی بڑی تنخواہیں ملتی ہیں۔ نوکری کے اختتام پر جب تک جییں پنشن ملتی ہے۔ چھٹیاں تہواروں کی الگ۔ ایت وار کی الگ۔ بیماری کی الگ۔ اور خاص چھٹیاں الگ۔ کالج کے پروفیسر سال میں شاید ۴-۵ مہینے سے زیادہ مشکل سے پڑھاتے ہوں گے۔ یہ بھی خیال رہے۔ کہ زمیندار کا گذران فقط کھیتی پر ہے۔ اور کھیتی کی آمدنی میں سے ہی اس کا خرچ نکلے گا۔

۵ آنے فی یوم مزدوری تھوڑی ہے۔ کم از کم آٹھ آنے فی یوم لگانی چاہئے۔ شہروں میں چپراسی ۸ آنے فی یوم سے زیادہ کماتے ہیں۔ اور سرکاری چپراسیوں کو پنشن بھی ملتی ہے۔ زمینداروں کو کون پنشن دیتا ہے۔ زمینداروں کا کام چپراسیوں کے کام کی نسبت زیادہ محنت اور عرق ریزی کا ہے۔ یہ زمیندار کی ہمت ہے کہ ساون بھادوں کی دھوپ سہتا ہے۔ کہاوت سنی ہو گی کہ ساون بھادوں کی دھوپ میں ہرن بھی کالے ہو جاتے ہیں۔ جو شہروں میں چپراسی کماتے ہیں۔ کم از کم اس حساب سے

تو زمیندار کو محنت کی اُجرت ملے۔
مزدوری ۵ آنے فی یوم کی شرح سے لگا ئیں۔ تو بھی معاملہ خالص منافع کے چوتھے حصے سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔

ہاتھی کے دانت

فصل ہر سال ایک سی نہیں ہوتی۔ قیمتیں بھی گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں۔ ہر سال الگ الگ معاملہ کی خالص منافع سے نسبت دیکھنے کی بجائے کئی سالوں کی اوسط نسبت دیکھیں کیا نکلتی ہے؟

سنہ ۲۸-۱۹۲۷ء سے لے کر سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء تک چھ سالوں میں خالص منافع میں سے نقصان گھٹا کر اس کھیت کا کل خالص منافع ۱۲۶۴ روپے ۱۰ آنے ۱۰ پائی تھا۔ اور معاملۂ زمین ۱۳۱۱ روپے ۱۲ آنے۔ یعنی معاملہ خالص منافع سے ۴۷ روپے زیادہ۔ ممکن ہے کہ معاملہ خالص منافع سے زیادہ نہ ہو۔ برابر ہو۔ کیونکہ سنہ ۲۸-۱۹۲۷ء سنہ ۲۹-۱۹۲۸ء سنہ ۳۰-۱۹۲۹ء کے حسابوں میں معاملہ اور آبیانہ اکٹھے دیئے ہوئے ہیں۔ الگ الگ نہیں۔ ہم نے فرض کیا ہے کہ پچھلے تین سالوں کی طرح پہلے تین سالوں میں بھی معاملہ کل رقم کا جو حکومت نے آبیانہ اور معاملہ کی

شکل میں وصول کی - اوسطاً ۶۰ فیصدی حصہ تھا - اگر معاملہ ذرا کم بھی تھا تو بھی ہماری بحث میں فرق نہیں آتا - اگر معاملہ کل رقم کا ۷۵ فیصدی حصہ تھا - تو معاملہ اور خالص منافع تقریباً برابر ہو جائیں گے - نتیجہ یہ نکلا اور اس نتیجے سے گریز ممکن نہیں - کہ کھیتوں کے خالص منافع اور معاملہ کی کئی سالوں کی اوسط نسبت کو دیکھا جائے - تو معاملہ قریباً قریباً زمیندار کے کل خالص منافع کو ہڑپ کر جاتا ہے - اگر یہ نسبت سال بسال دیکھی جائے - تو عموماً جب موسم اچھا ہو چوتھائی حصے سے زیادہ ہوتا ہے - اور موسم خراب ہو - یا قیمتیں گر گئی ہوں - تو نقصان کی حالت میں بھی معاملہ دینا پڑتا ہے ٭

مثل مشہور ہے - ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور - ہماری سرکار پر یہ مثل صادق آتی ہے - کاغذی معاملہ دکھانے کے دانت اور ہیں - اور دانت جن سے سرکار روپی ہاتھی حقیقی معاملہ کے راتب کو چباتا ہے - اور ہیں ٭

نئے اصول

پڑھنے والے کہیں گے - کہ معاملہ زمین کی بحث جو

اوپر کی گئی ہے۔ پُرانی ہے۔ مانا کہ اس وقت جو معاملہ سرکار وصول کرتی ہے۔ خالص منافع کا چوتھائی حصہ نہیں سو فیصدی حصہ ہے۔ مگر تشخیص کے اصول بدل گئے ہیں۔ مانا کہ زمینداروں پر ظلم ہوتا تھا۔ مگر وہ زمانہ گیا۔ دورِ جدید شروع ہُوا۔ بندوبست کے نئے اصولوں سے رام راج کی ابتدا ہوگی۔ یا نوشیروانِ عادل کی حکومت کا آغاز ہوگا۔

درست ہے۔ سرکاری اعلان میں نئے اصولوں کو بڑی اہمیت دی ہے۔ اور ان میں اور پُرانے اصولوں میں جو فرق ہے۔ اسے انقلاب انگیز یا زمین و آسمان کا فرق بنایا ہے۔ اردو کے اعلان میں لکھا ہے :۔

"اس سے واضح ہوگا۔ کہ مندرجہ بالا عمل سے تشخیص کے طریقوں میں بڑی بھاری تبدیلی واقع ہوگی۔ [انگریزی کے اعلان میں ریولیوشنری چیلنج یا انقلاب انگیز تبدیلی لکھا ہے] اور اس تبدیلی میں سراسر زمینداروں ہی کا فائدہ ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ شرح ہائے معاملہ اراضی نرخوں کی سطح کے مطابق مقرر کی جائیگی۔ اور خواہ کتنی بھی کمی اصلی نرخوں میں واقع ہو جائے۔ زمینداروں کو اسی نسبت سے امداد دی جائے گی"۔

واہ واہ۔ انصاف پسندی کی حد ہو گئی۔ زمیندارو !
خوش ہو جاؤ۔ سرکار نے خزانہ پُری کا خیال چھوڑ دیا۔
سرکار تمہاری ہر طرح سے امداد کرنے پر تلی ہوئی ہے۔
آئندہ تم سے معاملہ لیا جائیگا نرخوں کی سطح کے مطابق۔
جتنے نرخ گرینگے۔ اتنی ہی زیادہ تمہیں معافی ملے گی۔ اور
کیا چاہتے ہو۔ سرکار کے گُن گاؤ۔ اور تشخیص کے نئے
اصولوں کو خوش آمدید کہو۔

ظاہر ہے کہ کسی سال کی معافی کا حساب اسی سال
کے مروجہ نرخوں کے مطابق نہیں ہو سکتا۔ وجہ یہ کہ ہر
سال منڈیوں میں اجناس کی خرید و فروخت ہونے سے
پہلے ہی معاملہ زمین کی اقساط وصول کر لی جایا کرتی ہیں۔
اس لئے ضروری ہؤا کہ کسی ایک سال کے بازاری نرخوں
پر آئندہ سال کی معافیوں کا انحصار ہؤا کرے۔ یعنی ۳۷-۱۹۳۶ء
کی معافیوں کا دارومدار ۳۶-۱۹۳۵ء کے نرخوں پر ہو گا۔

آگے چل کر اعلان میں لکھا ہے۔ کہ :-

"کسی سال کی رقم معافی کا حساب کرنے میں حسب ذیل
تین امور پر انحصار ہو گا :-

(۱) ہر قیمتی جنس کی فی صدی کل رقبہ پختہ پر۔

(۲) ایسی ہر ایک جنس کی اوسط جھاڑ پیداوار۔

(٣) ہر ایک ایسی جنس کے لئے قائم شدہ نرخ متبادلہ" ظاہر ہے کہ قیمتیں نہ بدلیں۔ مگر جھاڑ پیداوار گھٹ جائے۔ یا رقبہ پختہ شدہ کم ہو جائے۔ تو خالص منافع گھٹ جائیگا۔ اگر ہم مان لیں کہ پختہ شدہ رقبہ اور جھاڑ پیداوار میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے۔ اور کسی ایک سال میں اجناس کی قیمتیں قائم شدہ نرخ ہائے متبادلہ کی نسبت ۴۰ فیصدی گر گئی ہیں۔ تو نئے اصولوں کے مطابق معافی ۴۰ فیصدی دی جائیگی۔ قایم شدہ نرخ ہائے متبادلہ ہم نے نیچے نقل کر دیئے ہیں :-

کپاس	=	١١	روپے	٨	آنے	فی	من
گڑ	=	۵	"	٨	"	"	"
توریہ	=	۵	"	١٢	"	"	"
گندم	=	٣	"	١٢	"	"	"
نخود	=	٣	"	۴	"	"	"
مکی	=	٣	"	٠	"	"	"
بھوسہ گندم		٠	"	٦	"	"	"
بھوسہ نخود		٠	"	٣	"	"	"

چاول۔ دالیں۔ جوار۔ چری وغیرہ اجناس روغنی (علاوہ توریہ) اور تمام چارہ سبز فی ایکڑ } ٣٢ روپے

باغیچہ۔ باغات۔ سبزیات۔ تمباکو فی ایکڑ = ۶۰ روپے۔

یہ مقررشدہ نرخ ہائے متبادلہ ہیں۔ نرخ ہائے متبادلہ زیادہ ہوں یا کم۔ اس سے غرض نہیں۔ کیونکہ اگر کسی سال کے بازاری نرخ ان نرخ ہائے متبادلہ سے ۶۰ فیصدی کم ہیں۔ تو معافی بھی ۶۰ فیصدی ملے گی۔ بشرطیکہ رقبہ پختہ شدہ اور چھاڑ پیداوار میں فرق نہ ہو*

یہ تشخیص کے نئے اصول ہیں۔ جنہوں نے پنجاب کے مالی نظام میں انقلاب انگیز تبدیلی پیدا کردی ہے!

ہماری بھولی سرکار

سرکاری اعلان کو پڑھ کر ہمیں رہ رہ کر خیال آتا ہے۔ کہ ہماری سرکار بڑی بھولی سرکار ہے۔ ان امور کو جنہیں ادنٰے سے ادنٰے اَن پڑھا لکھا زمیندار جانتا ہے۔ ہماری پڑھی لکھی مگر بھولی بھالی سرکار نہیں جانتی*

اعلان سے صاف ظاہر ہے کہ معافی دینے میں فقط تین امور کا لحاظ رکھا جائیگا۔ جن کا ذکر اوپر آچکا ہے ہماری بھولی بھالی سرکار کو یہ معلوم نہیں۔ کہ زمیندار کے خالص منافع کا کھیتی پیدا کرنے کے اخراجات سے بھی تعلق ہے۔ معافی کا حساب کرنے میں ان اخراجات کو قطعاً نظر انداز کر

دیا جائیگا - اور یہ فرض کر لیا جائیگا - کہ اگر رقبہ پختہ شدہ اور جھاڑ پیداوار میں فرق نہیں ہے - اور نرخ ہائے متبادلہ کی نسبت بازاری نرخ ۴۰ فیصدی گر گئے ہیں - تو کھیتی پیدا کرنے کے اخراجات بھی ۴۰ فیصدی از خود کم ہو گئے ہیں ؛

فرض کرو - ایک ایکڑ زمین کی پیداوار کی قیمت ۷۰ روپے ہے - اور اخراجات جن میں زمیندار کی مزدوری بھی شامل ہے - ۴۹ روپے - خالص منافع ہوا ۲۱ روپے - ۲۱ روپے خالص منافع میں سے حکومت ¼۵ روپے کی حقدار ہے - یعنی خالص منافع کے چوتھے حصے کی ؛

پھر فرض کرو کہ پختہ شدہ رقبہ ایک ایکڑ ہی رہا - اور جھاڑ پیداوار میں فرق نہ آیا - مگر قیمتیں ۴۰ فیصدی گر گئیں - پیداوار کی قیمت کل ۴۲ روپے رہ گئی - اب اگر اخراجات بھی ۴۰ فیصدی گھٹ گئے ہیں - یعنی ۴۹ روپے کی بجائے ¼۲۹ روپے ہیں - خالص منافع ¼۲۱ روپے کی بجائے ¾۱۲ روپے ہوگا - اس حالت میں معافی اگر ۴۰ فیصدی ہے - تو زمیندار کو معاملہ ۵ روپے کی بجائے ۳ روپے ۳ آنے دینا ہوگا - یہ خالص منافع کا چوتھائی ہوا - مگر یاد رہے - کہ پہلی صورت میں زمیندار

کے پاس معاملہ دینے کے بعد ۱۵ ¾ روپے بچے۔ اور
دوسری صورت میں ۹ روپے ۹ آنے یعنی اگرچہ معاملہ خالص
منافع کا پہلے کی طرح ایک چوتھائی حصہ ہے۔ زمیندار کے
اوپر معاملہ کا بوجھ زیادہ پڑا۔
یہ امر قابلِ غور ہے۔ ایک ہزار کی آمدنی میں سے ۲۵۰
روپے لے لینا اور بات ہے۔ اور ۶۰ روپے کی آمدنی میں
سے ۱۵ روپے لینا دوسری بات۔

کھیتی اُگانے کے اخراجات

اس سے بھی زیادہ قابلِ غور ایک اور امر ہے۔ فرض کرو
پیداوار کی قیمت تو گھٹی ۴۰ فیصدی اور اخراجات میں کمی ہوئی
۲۰ فیصدی۔ اس صورت میں معاملہ کی خالص منافع سے
کیا نسبت ہوگی؟
پیداوار کی قیمت ۷۰ روپے کی بجائے ۴۲ روپے
ہوئی۔ اور اخراجات کی رقم میں تقریباً دس روپے کم ہوئے
یعنی یہ رقم ۴۹ کی بجائے ⅕ ۳۹ روپے ہوئی۔ خالص
منافع رہا کل ⅘ ۲ روپے۔ نئے اصولوں کے مطابق معافی
قیمتوں کے فرق کے مطابق ملے گی۔ پہلے معاملہ ۵ روپے
تھا۔ اس میں دو روپے کی تخفیف ہو جائے گی۔ اور ۳ روپے

وصول کئے جائیں گے - یعنی خالص منافع سرکار نے تمام کا تمام ہضم کیا - اور زمیندار نے تین آنے اپنی گرہ سے دئیے - اچھی معافی ملی ؞

معترض کہے گا کہ قیمتوں کے گرنے سے اخراجات میں کمی واقع ہوگی - ہم بھی مانتے ہیں کہ ہوگی - مگر سوال یہ ہے کتنی؟ اگر کوئی کہے - کہ ۴۰ فیصدی قیمتیں گریں - تو ۴۰ فیصدی کھیتی اگانے کے اخراجات از خود کم ہو جائیں گے - تو غلط ہے ؞

معاملۂ زمین اور زمیندار کی مزدوری کو چھوڑ کر کھیتی اُگانے کے اخراجات کی بڑی بڑی مدیں تین ہیں - اوّل بیلوں کا خرچ دوم آبیانہ - اور سوم سود ؞

اجناس کی قیمتیں گریں - تو بیلوں کا چارہ سستا ہو جائیگا مگر یہ ضروری نہیں کہ بیلوں کے دام بھی اسی نسبت سے گریں پھر ہم نے ایسے بیل نہیں دیکھے - جو سدا جوان رہیں انسانوں کی طرح بیل بھی بوڑھے ہو جاتے ہیں - اور ایک دن کام کے قابل نہیں رہتے - سال بسال ان کی قیمت گرتی جاتی ہے - اور قیمت کی کمی کھیتی کے پیدا کرنے کے خرچ میں ڈالی جاتی ہے - اس کمی کا پیداوار کی قیمت کے گھٹنے سے کچھ واسطہ نہیں - اس کے علاوہ جو روپیہ بیلوں کی قیمت پر خرچ ہوا ہے - اس کا سود بھی کھیتی کے خرچ میں شامل ہے - نتیجہ یہ نکلا

کہ اگر اجناس کی قیمتیں ۴۰ فیصدی گری ہیں - تو شاید بیلوں کا خرچ ۲۰-۱۵ فیصدی سے زیادہ کم نہ ہوگا - اور اگر کوئی بیل مرگیا - تو زمیندار کی اور شامت - ہم نے اوپر لائلپور کے ۲۸ ایکڑ کے کھیت کا حساب دیا ہے - سنہ ۲۹-۱۹۲۸ء میں اس کھیت کے بیلوں کا خرچ ۳۴۳ روپے تھا - اور سنہ ۳۱-۱۹۳۰ء میں ۳۷۹ روپے - سنہ ۲۹-۱۹۲۸ء کے مقابلے میں اجناس کی قیمتیں سنہ ۳۱-۱۹۳۰ء میں بہت کم تھیں - مگر بیلوں کا خرچ زیادہ یہ خرچ تھوڑا سا کم ہو جاتا مگر ایک بیل مرگیا - اور چالیس روپے کا زمیندار کو نقصان ہوا ۔

آبیانے کو لو - آبیانے میں تخفیف اجناس کی قیمت کی نسبت سے کبھی نہیں ہوئی - نیچے لکھے ہوئے اعداد ملاحظہ ہوں - یہ آبیانہ رپورٹ سے لئے گئے ہیں :-

نقشہ نمبر

سال	آبیانہ فی ایکڑ	انڈکس	فصلوں کی قیمت	انڈکس
سنہ ۲۹-۱۹۲۸ء	۴ ر ۴۸	۱۰۰	۴۶ ر ۴	۱۰۰
سنہ ۳۰-۱۹۲۹ء	۴ ر ۳۳	۹۷	۴۱ ر ۰	۸۸
سنہ ۳۱-۱۹۳۰ء	۳ ر ۸۸	۸۷	۲۴ ر ۸	۵۳
سنہ ۳۲-۱۹۳۱ء	۳ ر ۸۶	۸۷	۲۹ ر ۱	۶۳

سنہ ۱۹۳۰-۳۱ء میں فصلوں کی قیمت فی ایکڑ ۸ ، ۲۴ روپے تھی - یعنی سنہ ۱۹۲۸-۲۹ء کی نسبت ۴۷ فیصدی کم مگر آبیانہ کی شرح فی ایکڑ فقط ۱۳ فیصدی کم ہوئی - سنہ ۱۹۲۸-۲۹ء میں شرح تھی ۸ ، ۴ ، ۴ روپے - اور سنہ ۱۹۳۰-۳۱ء میں ۸ ، ۸ ، ۳ روپے فی ایکڑ - کسی سال میں بھی آبیانے کی شرح میں تخفیف قیمتوں کے گرنے کے لحاظ سے نہیں ہوئی ÷

سود کا حال سنئے - سب کو معلوم ہے کہ زمیندار کا بغیر قرض لئے گذارا نہیں ہوتا - پنجاب کے زمینداروں کا بال بال مقروض ہے - ظاہر ہے کہ سود کا خرچ کھیتی کے خرچ میں پڑے گا - شرح سود میں کیا کمی ہوئی ہے ؟ مہاجنوں کو جانے دیجئے - پنجاب کوآپریٹو سوسائٹیز کی رپورٹوں میں سے اعداد لے کر نیچے نقل کر دیئے ہیں :-

شرح ہائے سود مورگیج بینکس

نام شہر معہ قسمت		سنہ ۱۹۲۸-۲۹ء	سنہ ۱۹۳۰-۳۱ء	سنہ ۱۹۳۱-۳۲ء
قسمت انبالہ	رہتک	۸ فیصدی	۹ فیصدی	۹ فیصدی
	گڑگانواں	۸ - ۹ ″	۸ - ۹ ″	۹ - ۱۲½ ″
	انبالہ	۸ - ۹ ″	۸ - ۹ ″	۹ ″
قسمت لاہور	گجرانوالہ	۹ ″	۹ ″	۹ ″
	شیخوپورہ	۸ ″	۹ - ۸ ″	۹ - ۸ ″

		۲۹-۱۹۲۸ء	۳۱-۱۹۳۰ء	۳۲-۱۹۳۱ء
قسمت راولپنڈی	شاہ پور	۹ فیصدی	۹ فیصدی	۹ فیصدی
	میانوالی	۹ "	۹ "	۹ "
قسمت ملتان	لائلپور	۹ "	۹ - ½ ۸ " "	۹ "
	جھنگ	۸ "	۸ فیصدی	۸ "

ان اعداد سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیمتوں کے گرنے کے باوجود مورگیج بنکوں کے شرح ہائے سود میں مطلق فرق نہ آیا یہی حال ان شرح ہائے سود کا ہے ۔ جو کوآپریٹو قرض دینے والی سوسائٹیاں زمینداروں سے لیتی ہیں۔ عام طور پر یہ شرح ہائے سود ۲۹-۱۹۲۸ء میں ۹ سے لے کر ½ ۱۲ فیصدی تک تھیں۔ ۳۱-۱۹۳۰ء اور ۳۲-۱۹۳۱ء میں بھی یہی شرح ہائے سود مروج تھیں۔ جب کوآپریٹو سوسائٹیوں کا یہ حال ہے ۔ تو مہاجنوں کا ذکر کرنا بے سود ہے ۔

معلوم ہوا کہ اجناس کے نرخوں کے گھٹنے سے فصل پیدا کرنے کے بڑے بڑے اخراجات اسی نسبت سے کم نہیں ہو جاتے۔ جب نرخ بڑھ رہے ہوں۔ اسی رفتار سے اخراجات بڑھتے بھی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب سما مہنگا ہوتا ہے۔ زمیندار نفع کماتے ہیں ۔ نفع کہاں سے کمائیں ۔ اگر اخراجات بھی اسی رفتار سے بڑھیں۔ جس رفتار سے نرخ بڑھے ہیں۔ اس ذرا سے نکتے کے سمجھنے کے لئے

عقل پر بہت زور ڈالنے کی ضرورت نہیں - بشرطیکہ آدمی ہماری سرکار کی طرح جان بوجھ کر بھولا نہ بن جائے ÷

ابھی تک ہم نے زمینداروں کی مزدوری کا ذکر نہیں کیا - قیمتوں کے گرنے سے زمیندار کی مزدوری کی شرح میں کتنی کمی کی جائے گی ÷

اگر قیمتیں ۴۰ فیصدی گری ہیں - تو زمیندار کی مزدوری میں ۲۰-۱۵ فیصدی سے زیادہ تخفیف نہیں ہو سکتی - وجہ یہ کہ زمیندار کو بیل یا گھوڑے کے مانند جانور نہیں تصور کیا جا سکتا - زمیندار انسان ہے - انسان کے ساتھ بیاہ شادی تقریب تہوار - بیماری اور مہمانداری کے اخراجات لگے ہوتے ہیں - کون سا زمیندار ہے - جسے خاص موقعوں کے لئے کھانڈ کپڑے زیورات وغیرہ نہیں خریدنے پڑتے - ان اشیاء کا اجناس کی قیمتوں کے ساتھ کوئی مقررہ نسبتی رشتہ نہیں - مثال کے طور پر سوتی کپڑے اور کپاس کو لو - اور ان دونوں کی جولائی ۱۹۱۴ء یعنی قبل از جنگ کی قیمت کو الگ الگ ۱۰۰ سمجھ لو ÷

۱۹۲۴ء میں کپاس کی اوسط قیمت ۲۷۲ تھی - اور سوتی کپڑے کی ۲۲۸ - یعنی اس سال کپاس سوتی کپڑے کی نسبت مہنگی تھی - مگر ۱۹۳۴ء میں کپاس کا انڈکس ہندسہ

۷۳ تھا - اور سوتی کپڑے کا ۱۱۵ - یعنی ان دونو کی قیمتوں میں بڑا بھاری فرق تھا - سوتی کپڑا جولائی ۱۹۱۴ء کے مقابلے میں ۱۵ فیصدی مہنگا اور کپاس ۲۷ فیصدی سستی ⁂

جولائی ۱۹۱۴ء میں اجناس اور صنعتی اشیاء کی اوسط قیمت کو اگر ہم ۱۰۰ مان لیں - تو ۱۹۲۸ء میں انڈکس ۱۴۵ تھا اور ۱۹۳۴ء میں ۸۹ - ۱۹۲۸ء کے مقابلے میں ۱۹۳۴ء میں قیمتیں ۳۹ فیصدی کم تھیں - کوئی کہے تو سہی - کہ چونکہ قیمتیں ۳۹ فیصدی کم ہیں - سرکاری افسران کی تنخواہیں ۳۹ فیصدی گھٹا دینی چاہئیں - سرکاری افسر مانینگے؟ حکومت کو یہ تجویز منظور ہوگی؟ ان افسران کی تنخواہوں میں ایک پائی کی کمی نہیں ہوئی ہے - بلکہ کوئی سرکاری نوکر نہیں جو اپنے درجے کے مطابق ہر سال ترقی نہیں لیتا رہا ہو - سرکاری افسران کی تنخواہیں دس فیصدی کٹی تھیں - مگر قیمتوں کے گرنے کی وجہ سے نہیں - اور جو کاٹ ہوئی تھی - ۱۹۳۵ء میں تمام معاف ہوگئی -

بندوبستی انڈکس ہندسہ

اوپر کی بحث سمجھ میں آگئی ہے - تو بندوبستی انڈکس ہندسے کے سمجھنے میں دقت نہیں پیش آنی چاہئے - اس انڈکس کا

سمجھنا ضروری ہے - آئندہ چالیس سال تک نئے بندوبستی انڈکس کے مطابق عمل ہوگا - اور انڈکس کے مطابق مقررّ کی ہوئی شرح پر معاملہ لیا جائیگا - یا معافیوں کا انحصار انڈکس پر ہوگا *

نیا بندوبستی انڈکس دھوکے کی ٹٹی ہے - جس کے پیچھے بیٹھ کر حکومت زمینداروں کا شکار کیا کریگی - ڈھکوسلہ ہے - زمینداروں کو لوٹنے کا بہانہ ہے - چھوٹے زمینداروں کی پگڑی تو پہلے ہی اتر چکی - ایک لنگوٹی باقی ہے اور وہ نئے بندوبستی انڈکس کے نذر ہوگی *

مضمون ٹیڑھا ہے - مگر زمیندارو! بندوبستی انڈکس تمہارے لئے مرنے جینے کا سوال ہے - اس فصل کو دوبارہ سہ بارہ پڑھو ہم سے پوچھو - پھر بھی سمجھ میں نہ آئے - تو صاحب مہتمم بندوبست موجود ہیں - حکومت کا فرض ہے کہ محصول دہندگان کی ہر طرح تشفی تسلی کرے *

اس مضمون کو شروع کرنے سے پہلے ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے - کہ ٹیڑھے بیڑھے پیچیدہ محصول فقط اسی بنا پر اڑا دیئے جانے کے قابل ہیں - کہ ان کا سمجھنا دشوار ہے اس کے علاوہ جیسے محصولوں کی ۲۵-۱۹۲۴ء کی تحقیقاتی کمیٹی نے لکھا ہے - یہ کوئی جانتا ہی نہیں - کہ معاملہ خالص منافع

کا کونسا حصہ ہے (دیکھو رپورٹ صٓـ) خالص منافع نکالنے
کے لئے کھیتی اگانے کا خرچ پیداوار کی قیمت میں سے
منہا کرنا چاہئے - یہ نہیں معلوم کہ اس خرچ کا حساب کس
طرح پھیلایا جاتا ہے - اگر زمیندار کی مزدوری اس خرچ میں شامل
ہے - تو یہ نہیں معلوم کہ مزدوری کی شرح کیا لگائی جاتی ہے -
عام طور پر کرتے یہ ہیں کہ لگان دیکھ لئے جو مضارعان زمینداروں
کو دیتے ہیں - اور فرض کر لیا - کہ لگان خالص منافع میں سے دئے
جاتے ہیں - حقیقت اور ہے - کھیتوں کے حساب والی
کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے - کہ لگان اوسط آمدنی کا ۸۲-۸۰
فیصدی حصہ ہے - آمدنی سے یہاں وہ آمدنی مراد ہے جو
پیداوار کی قیمت میں سے بغیر مضارع کی مزدوری گھٹائے
مگر اور خرچ منہا کر کے نکلتی ہے - یہ آمدنی خالص منافع
نہیں ہے - اس آمدنی کا تقریباً ⅘ حصہ لگان ہوا - اب
اگر شرح ہائے معاملہ اس لگان کے مطابق مقرر ہوں -
تو خالص منافع کا چوتھائی حصہ کس طرح ٹھیریگی *

اعلان میں لکھا ہے کہ نرخ ہائے مندرجہ فہرست مشمولہ
جو ہم اوپر نقل کر چکے ہیں - صرف کاغذی نرخ ہیں - درست
ہے - معاملۂ زمین کی شرح ہائے اوسط بھی جو ان نرخوں کے
مطابق محسوب کی جائیں گی - کاغذی شرحیں ہونگی - مگر پہلے

یہ بات صاف ہو جانی چاہیئے کہ کاغذی شرح ہائے اوسط چہارم خالص منافع کی رو سے قایم ہونگی - یا کسی اور نسبت سے - کیونکہ ان شرح ہائے اوسط پر معافیوں کا قیمتوں کے لحاظ سے انحصار ہوگا - ہم اعلان کی چند سطور نیچے نقل کرتے ہیں :-

"(د) زیادہ سے زیادہ شرحیں جو اس طرح پر قائم ہونگی - گورنمنٹ اس وقت تک وصول نہیں کرے گی - جب تک نرخوں کی عام سطح اس قدر بلند نہ ہو جائے جو فہرست مشمولہ میں مندرجہ نرخوں سے ظاہر ہوتی ہے

(ھ) اگر کسی سال عام سطح فہرست میں مندرجہ نرخوں سے بڑھ جائے - تو زمینداروں کو ایسی بیشی کا پورا فائدہ دیا جائے گا -

(و) اگر کسی سال عام سطح نرخوں کی کم ہو جائے - تو آئندہ سال شرح ہائے معاملہ زمین میں معافی تفاوت کے لحاظ سے دی جائے گی "

اوّل فرض کر لیا گیا - کہ کاغذی نرخوں کے مطابق محسوب کی ہوئیں کاغذی شرح ہائے معاملہ خالص منافع کا چوتھا حصہ ہیں - پہلے تحقیق ہو کہ کاغذی شرح ہائے معاملہ قائم کرنے میں کن کن امور کا لحاظ رکھا گیا ہے - اور خالص

منافع نکالنے میں کھیتی اُگانے کے کون سے اخراجات شامل کئے گئے ہیں۔ اور کون سے نہیں۔ زمیندار کی مزدوری کس شرح سے لگائی گئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگر کاغذی شرح ہائے معاملہ مضارعان کے لگانوں کے مطابق قایم ہوئی ہیں۔ تو ان لگانوں کی جانچ پڑتال ہونی چاہئیے ؛

دوم فرض کر لیا گیا کہ رقبہ پختہ شدہ اور جھاڑ پیداوار میں تبدیلی نہ ہو تو نرخوں کی عام سطح کے کسی نسبت سے کم ہوتے سے خالص منافع میں ٹھیک اسی نسبت سے کمی واقع ہوگی۔ یہ سراسر غلط ہے ؛

اعلان میں بتایا ہے۔ کہ بندوبستی انڈکس یا معافی دینے کا انڈکس رقبہ پختہ شدہ جھاڑ پیداوار قایم شدہ نرخ ہائے متبادلہ کو باہم ضرب دینے سے بنے گا۔ اسے کاغذی انڈکس کہو۔ پھر ہر سال نیا انڈکس قایم کیا جائیگا۔ اگر کاغذی انڈکس ہزار ہے۔ اور کسی ایک سال کا انڈکس جو نئی قیمتوں کے مطابق رقبہ پختہ شدہ اور جھاڑ پیداوار کی تبدیلی کو مدِنظر رکھ کر بنا ہے۔ ۶۰۰ ہے۔ تو معافی ۴۰ فیصدی ہوگی ؛

رقبہ پختہ شدہ کو ز کہو = ۱ ایکڑ

اوسط جھاڑ پیداوار فی ایکڑ کو جھ کہو = ۱۲ من فی ایکڑ

اوسط قیمتوں کو ق کہو = ۵ روپیہ فی من

رقبہ پختہ شدہ کی فیصدی تبدیلی کو ٹ کہو =

اوسط جھاڑ پیداوار فی ایکڑ کی فیصدی تبدیلی کو چھ =

اوسط قیمتوں کی فیصدی تبدیلی کو ل = ۴۰ فیصدی

تو پیداوار کی قیمت اس طرح نکلیگی:-

$$\frac{\text{ر} \times (100 \pm \text{ٹ})}{100} \times \frac{\text{جھ} \times (100 \pm \text{چھ})}{100} \times \frac{\text{ق} \times (100 - \text{ل})}{100}$$

مثال

$$\frac{1 \times (100 \pm 0)}{100} \times \frac{12 \times (100 \pm 0)}{100} \times \frac{5 \times (100 - 40)}{100}$$

$$= \frac{100}{100} \times \frac{1200}{100} \times \frac{300}{100} = \text{۳۶ روپے}$$

اوسط قیمت ۵ روپے فی من کے حساب سے پیداوار کی مالیت ۶۰ روپے ہوتی ہے - اس عدد کو ۱۰۰ کے برابر مانیں - تو ۳۶ روپے ۶۰ روپے کے برابر ہوئے یعنی پیداوار کی قیمت ۴۰ فیصدی گری - اور معافی ۴۰ فیصدی دی جائیگی۔

رقبہ ہم نے ایک ایکڑ مانا ہے - ایک کی بجائے لاکھ یا ایک کروڑ ایکڑ ہو - تو بھی حساب اسی طرح چلیگا۔

فرض کرو جب اوسط قیمتیں ۴۰ فیصدی گریں - رقبہ ۲۰ فیصدی کم ہو جائے - مگر جھاڑ پیداوار فی ایکڑ ۱۵ فیصدی

بڑھ جائے - تو پیداوار کی قیمت کیا ہوگی - اور معافی کیا ملے گی ؟

$$\frac{1\times(100-20)}{100}\times\frac{12\times(100+15)}{100}\times\frac{5\times(100-40)}{100}$$

= ۳۳ روپے ۲ آنے ۔

یعنی پیداوار کی قیمت تینوں امور میں تبدیلی سے پہلے کی قیمت (۶۰ روپے) کے مقابلے میں ۵۵ فیصدی کم ہوئی معافی ۴۰ فیصدی کی بجائے ۵۵ فیصدی ملے گی ۔

فرض کرو رقبہ دس فیصدی کم ہو - پیداوار ۱۵ فیصدی بڑھے - اور قیمتیں ۴۰ فیصدی کم ہوں تو معافی کتنی ملیگی ؟

$$\frac{1\times(100-10)}{100}\times\frac{12\times(100+15)}{100}\times\frac{5\times(100-40)}{100}$$

= ۳۸ روپے ۱۴ آنے ۔

معافی ۴۰ فیصدی نہیں ۳۵،۲ فیصدی ملیگی ۔

پیداوار کی قیمت کے گھٹنے کے لحاظ سے معافی کا حساب پھیلانا تو ہمیں آگیا - مگر ہم اوپر بتا چکے ہیں - کہ جب اجناس کی قیمتیں کسی نسبت سے (مثلاً ۴۰ فیصدی) گھٹتی ہیں - تو یہ ضروری نہیں - کہ کھیتی کے اخراجات بھی اسی نسبت سے کم ہوں - اخراجات میں عموماً ۲۰-۱۵ فیصدی سے زیادہ کمی ممکن نہیں - اس وجہ سے خالص منافع ۴۰ فیصدی سے زیادہ کم ہوگا - اور محصول دینے والے کی قابلیت

بھی ۴۰ فیصدی سے زیادہ کم ہو گی ۔ کتنی کم ہو گی ؟ یہ معلوم کرنے کا گر سیکھ لو ۔

پیداوار کی قیمت جس میں سے کوئی خرچ نہیں گھٹایا یا ناخالص آمدنی کو کہو آ = ۱۰

کھیتی اگانے کا کل خرچ جس میں زمیندار کی مزدوری بھی شامل ہے ۔ اسے کہو خ = ۷

ناخالص آمدنی میں فیصدی کمی قیمتوں کے لحاظ سے ۔ اسے کہو ب = ۴۰

خرچ میں فیصدی کمی ۔ اسے کہو د = ۴۰

ناخالص آمدنی کو ۱۰ کے برابر مانو اور خرچ کو ۷ کے یعنی ناخالص آمدنی اور خرچ میں ۱۰ اور ۷ کی نسبت ہے ۔ فرض کرو ۔ قیمتوں کے گرنے سے ناخالص آمدنی ۴۰ فیصدی کم ہوئی اور خرچ بھی ۴۰ فیصدی ۔ خالص منافع کتنا کم ہو گا :-

$$\frac{100 \times (\text{آ} - \text{خ})}{100 \times \text{آ} - \text{آ} \times \text{ب} - 100 \times \text{خ} + \text{خ} \times \text{د}}$$

مثال

$$\frac{(10 - 7) \times 100}{10 \times 100 - 10 \times 40 - 7 \times 100 + 7 \times 40} = \frac{100}{60}$$

$\frac{100}{60}$ کے معنی ہیں کہ تبدیلیوں کے پہلے کا خالص منافع

اگر ۱۰۰ مانیں - تو تبدیلیوں کے بعد کا خالص منافع ۶۰ ہوگا یعنی خالص منافع ۴۰ فیصدی کم ہوگا - یہ وہ صورت ہے جو حکومت نے معافی دینے کے انڈکس بنانے میں فرض کر لی ہے - یعنی فرض کیا ہے کہ اگر رقبہ پختہ شدہ اور جھاڑ پیداوار میں فرق نہ ہو - تو جس نسبت سے پیداوار کی قیمت گریگی - اسی نسبت سے کھیتی اگانے کے اخراجات گرینگے - اس لئے اگر قیمتوں کے گرنے سے پہلے معاملہ خالص منافع کا چوتھائی حصہ تھا - قیمتوں کے گرنے کے بعد بھی چوتھائی حصہ رہے گا - مگر حکومت کسی صورت میں یہ نامعقول امر فرض کرنے کی مجاز نہیں - پہلے حکومت ثابت کرے کہ قیمتیں اور کھیتی کے اخراجات ایک ہی نسبت سے کم ہوتے ہیں +

دوسری مثال

ناخالص آمدنی = آ = ۱۰

خرچ = خ = ۷

ناخالص آمدنی میں فیصدی کمی قیمتوں کے لحاظ سے = ب = ۴۰

خرچ میں فیصدی کمی = د = ۲۰

$$\frac{۱۰۰ \times (آ - خ)}{۱۰۰ \times آ - ب \times آ - ۱۰۰ \times خ + خ \times د}$$

(۷ - ۱۰) × ۱۰۰ / (۲۰×۷ + ۷×۱۰۰ - ۱۰×۴۰ - ۱۰×۱۰۰) = ۱۰۰ / ۱۳٫۳ =

اگر قیمتیں ۴۰ فیصدی کم ہوں - اور خرچ کل ۲۰ فیصدی تو خرچ گھٹا کر خالص منافع ۱۰۰ کی بجائے ۱۳٫۳ رہ جائے گا - یعنی ۸۶٫۷ فیصدی کم ہوگا۔ معافی ۸۶٫۷ فیصدی ملنی چاہیئے -

معاملہ خالص منافع کا چوتھا حصہ ہے - یعنی خالص منافع کو ۴ مانیں تو معاملہ ۱ ہے - خالص منافع ۹۰ فیصدی سے زیادہ گھٹے - اور معاملہ زمین فقط ۴۰ فیصدی - تو معاملہ کی خالص منافع سے نسبت کیونکر معلوم ہو؟ گر

خالص منافع کو کہو ص = ۴

معاملہ کو کہو م = ۱

خالص منافع میں فیصدی کمی کو کہو ض = ۹۰

معاملہ کی فیصدی کمی کو کہو ن = ۴۰

(م × (ن - ۱۰۰) × ۱۰۰) / (ص × (۱۰۰ - ض))

مان لو - کہ معاملہ ہمیشہ خالص منافع کا چوتھائی حصہ

ہے۔ اگرچہ ہے یہ غلط۔ مان لو کہ معافی قیمتوں کی بنا پر ۴۰ فیصدی ملی۔ مگر کھیتی اگانے کے اخراجات ہیں ۳ ر ۴ ۱ فیصدی کمی ہوئی۔ یا خالص منافع ۹۰ فیصدی کم ہوگیا۔

$$150 = \frac{100 \times (40 - 100) \times 1}{(90 - 100) \times 4}$$

جواب ۱۵۰ نکلا۔ یعنی خالص منافع ۹۰ فیصدی کم ہو اور معافی ملے۔ ۴۰ فیصدی تو سرکار دولت مدار خالص منافع تمام کا تمام ہضم کریگی۔ اور پچاس فیصدی اور رقم زمیندار کو اپنی جیب سے دینی پڑیگی۔ حکومت نے معافی دے کر نیکنامی حاصل کی۔ اور غریب زمیندار کی جان گئی ؂

اوپر کے ورد نر گروں کی مدد سے جو چاہے نکال لے۔ کہ اگر قیمتیں ۴۰ فیصدی کم ہوں۔ اور معافی ۴۰ فیصدی ملے مگر کھیتی اگانے کے اخراجات میں ۴۰ فیصدی سے کم تخفیف ہو۔ تو خالص منافع میں کیا فیصدی کمی ہوگی اور معاملہ کی خالص منافع سے کیا نسبت ہوگی نیچے دیئے ہوئے اعداد کو سوال نکال کر پڑھ لینا چاہیئے۔

فرض کیا گیا ہے۔ کہ (۱) قیمتیں ۴۰ فیصدی گری ہیں۔ اور (۲) معاملہ میں تخفیف ۴۰ فیصدی ہوگی۔ یعنی قیمتوں کے مطابق۔ خالص منافع کے مطابق نہیں ؂

اگر کھیتی اُگانے کے اخراجات میں فیصدی کمی ہوگی	خالص منافع میں فیصدی کمی ہوگی	معاملہ خالص منافع کا فی صدی حصہ ہوگا
۴۰	۴۰	۲۵
۳۵٫۷۲	۵۰	۳۰
۳۰٫۳۶	۶۲٫۵	۴۰
۲۷٫۱۵	۷۰	۵۰
۲۵٫۰	۷۵	۶۰
۳۱٫۴۳	۸۰	۷۵
۲۰٫۷۳	۸۵	۱۰۰
۱۴٫۳	۹۰	۱۵۰

زمیندارو! ان اعداد کو صاحب مہتمم بندوبست کے سامنے رکھو۔ اور ان سے پوچھو۔ کہ یہ اعداد صحیح ہیں یا غلط؟ اگر غلط ہیں تو غلطی بتائیں۔ اگر صحیح ہیں تو ان اعداد کی روشنی میں معافیوں کے معنی سمجھائیں۔ معافیوں ہی کی نہیں بلکہ معاملہ کی حقیقت ان اعداد سے کھل جاتی ہے ؛

یاد رکھو کہ معاملہ زمین کی شرح سارے چک کے لئے ایک ہی ہوتی ہے۔ اوسط شرحیں قیمتوں کے حساب سے نکلیں گی۔ اور ان اوسط شرحوں کا کسی خاص زمیندار کے کھیتی اگانے کے اخراجات سے تعلق نہ ہوگا۔ فرض کرو۔

معافی ۴۰ فیصدی ملی - ممکن ہے کہ کچھ زمیندار ایسے بھی خوش قسمت ہوں - جن کے کھیتی اگانے کے اخراجات ٹھیک ۴۰ فیصدی گھٹے ہوں - مگر اکا دکا - باقی زمینداروں میں سے بعض کے خراجات ۲۰-۲۵ فیصدی یا اس سے بھی کم گھٹینگے - نتیجہ یہ ہوگا - کہ بہت تھوڑے خوش نصیب زمینداروں کو چھوڑکر زمیندار ۴۰ فیصدی معافی لے کر خالص منافع کا کوئی ۴۰ - کوئی ۵۰ - کوئی ۷۵ - اور کوئی ۱۰۰ فیصدی یا اس سے بھی زیادہ حصہ حکومت کی نذر کریگا کیونکہ کھیتی اگانے کے اخراجات ہر ایک کے الگ الگ ہوتے ہیں - اس لئے ہر ایک کا خالص منافع بھی الگ الگ اور ہر ایک سے حکومت خالص منافع کا حصہ بھی جدا جدا لیگی کسی سے زیادہ - کسی سے کم - مگر ہر صورت میں ۲۵ فیصدی سے زیادہ ؁

معاملہ زمین کیسا بے ڈھنگا محصول ہے - انکم ٹیکس ہر ایک سے مقررہ شرح کے مطابق لیا جاتا ہے - آمدنی ۵ ہزار یا ۵ ہزار روپے سے زیادہ اور دس ہزار روپے سے کم ہو تو ہر ایک اس درجے کے آدمی سے ۹ پائی فی روپیہ کے حساب سے محصول لیا جائیگا - جس کو بھی شک ہو - اپنا حساب افسر انکم ٹیکس کے پاس لے جائے - دکھا دے کہ خرچ

کیا ہے۔ اور خالص آمدنی کیا۔

اس کے برعکس نیا بندوبستی اندکس ہندسہ اس طرح قائم کیا جائیگا۔ کہ ان زمینداروں کو چھوڑ کر جن کے کھیتی اگانے کے اخراجات محض اتفاقیہ طور پر قیمتوں کے برابر گھٹے ہیں۔ ہر ایک زمیندار الگ الگ شرح سے معاملہ دیگا اور یہ شرح یک چہارم خالص منافع سے ہر صورت میں زیادہ ہوگی۔

ہم نے فرض کیا ہے۔ کہ نا خالص آمدنی یعنی پیداوار کی قیمت بغیر کوئی خرچ گھٹائے اگر ۱۰ ہے۔ تو کھیتی اگانے کا خرچ مع زمیندار کی مزدوری ۷ کے برابر ہے۔ یعنی دونوں میں ۱۰ اور ۷ کی نسبت ہے۔ اگر نا خالص آمدنی ایک سو روپیہ ہے۔ تو خرچ ۹۴ روپیہ ہوگا۔

اس نسبت پر خالص منافع ۳۰ فیصدی ہوتا ہے۔ اگر نسبت ۱۰ اور ۶ مانیں۔ تو خالص منافع ۴ ہوگا۔ یا ۴۰ فیصدی اگر نسبت ۱۰ اور ۴ کی ہے۔ تو خالص منافع ۶ یا ۶۰ فیصدی خرچ کے عدد کو کم کرکے جتنا چاہو۔ خالص منافع بڑھا لو۔ برے سالوں میں خالص منافع قطعاً اڑ بھی جاتا ہے۔ برے اچھے سالوں کو ملا کر اوسطاً خرچ نا خالص آمدنی کا ۷۰ فیصدی حصہ نکلے گا۔ یا ذرا اس سے بھی زیادہ۔

پنجاب کے کھیتوں کے حساب والی کتابوں میں دس ضلعوں کے کھیتوں کی اوسط نا خالص آمدنی اور خرچ فی ایکڑ دئے ہوئے ہیں :-

فی ایکڑ ۔ رسالہ والا کھیت کو چھوڑ کر

سال	فی نا خالص آمدنی			خرچ			خرچ کی نا خالص آمدنی سے نسبت فیصدی
	پائی	آنے	روپے	پائی	آنے	روپے	
۱۹۲۷-۲۸ء	۶	۴	۵۲	۳	۲	۲۸	۵۴
۱۹۲۸-۲۹ء	۱	۸	۶۳	۹	۱۵	۳۰	۴۹
۱۹۲۹-۳۰ء	۱۱	۱۱	۵۱	۸	۱۰	۳۱	۶۱
۱۹۳۰-۳۱ء	۳	۴	۳۱	۱۱	۶	۲۳	۷۵
۱۹۳۱-۳۲ء	۱۱	۶	۳۱	۹	۸	۱۹	۶۲
۱۹۳۲-۳۳ء	۳	۲	۴۳	۶	۱۴	۲۲	۵۳
	اوسط						۵۹

ان اعداد کے مطابق خرچ نا خالص آمدنی کا ۵۹ فی صدی حصہ نکلا ۔ مگر خرچ کی رقموں میں معاملہ شامل ہے ۔ اور زمیندار کی مزدوری شامل نہیں ۔ نا خالص آمدنی کا معاملہ اوسطاً ۸ - ۷ فیصدی حصہ ہوتا ہے ۔ مزدوری کم ازکم ۲۰ -

؎ مطلب ہے پیداوار کی قیمت بغیر کوئی خرچ گھٹانے :

۲۵ فیصدی یعنی بیلوں کے خرچ سے بھی کم مانی ۔ ہونی چاہیئے زیادہ ۔ معاملہ کو خرچ سے خارج کرکے ۔ اور مزدوری کو ملا کر خرچ ناخالص آمدنی کا کم ازکم ۷۰ فیصدی حصہ نکلے گا ۔ یہی خرچ اور آمدنی کی نسبت ہم نے اوپر کی مثالوں میں اور دو نوگر بنانے میں مانی ہے ؎

سوال و جواب

زمیندارو ! تشخیص کے نئے اصول تمہاری امداد کے لئے نہیں بنے سرکار کی امداد کے لئے بنے ہیں ۔ معافیاں نام کی معافیاں ہیں ۔ نئے اصولوں کی مدد سے ہر سال سرکار معافیوں کے وصول پٹیا کرے گی ۔ مگر معافیوں سے تمہارا پیٹ نہیں بھرے گا ۔ تمہارے لئے اہم سوال معافی کا نہیں ہے ۔ سوال یہ ہے ۔ کہ جو معاملہ سرکار وصول کرے وہ تم دینے کے قابل بھی ہو یا نہیں ۔ پچھلے ۴ سالوں میں تم نے معاملہ گھر کے زیورات بیچ کر اور قرض اٹھا کر ادا کیا ہے ۔ کوا پریٹو سوسائٹیوں کی رپورٹوں سے ظاہر ہے کہ سوسائٹیاں کافی روپیہ معاملہ دینے کے لئے قرض دیتی ہیں ۔ اگر کل رقم کو جو سوسائٹیوں نے زمینداروں کو قرض دی ۔ ۱۰۰ مان لیں ۔ تو ۳۳-۱۹۳۲ء میں لائلپور کے ضلع میں تقریباً ۳۴

روپے - ملتان میں ۳۸ روپے اور منٹگمری میں ۳۹ روپے فقط معاملہ ادا کرنے کی خاطر زمینداروں کو دیئے گئے - گویا ان سوسائیٹیوں کا ایک بڑا بھاری کام یہ ہے - کہ سرکار کو معاملہ وصول کرنے میں مدد دیں - سرکار کا مطلب تو پورا ہؤا - تمہاری بعد میں قرقیاں ہؤا کریں ؛

جو حال اب ہے وہی حال نئے دور میں رہیگا - اپنی بھلائی چاہتے ہو - تو وفد بنا کر حکومت کے پاس جاؤ اور جو بھی افسر حکومت کی طرف سے تمہارے سوالوں کا جواب دینے کو مقرر ہو - اس سے کرید کرید کر پوچھو :-

سوال - حضور فیض گنجور! یہ تسلیم شدہ اصول ہے یا نہیں کہ معاملہ خالص منافع کا ایک چوتھائی حصہ ہوگا؟ جواب ملیگا "ہاں"! اگر صاحب بہادر جھجکیں یا لیت و لعل کریں تو اعلان پڑھ کر سنا دو - صفحہ ۴ پر چہارم خالص منافع کا ذکر ہے ؛

سوال - یہ درست ہے یا نہیں کہ نئے بند و بست میں معافی کا انحصار فقط تین امور پر ہوگا - یعنی رقبہ پختہ شدہ - جھاڑ پیداوار اور بازاری نرخوں کا قائم شدہ نرخ ہائے مبادلہ سے فرق؟ جواب ملے گا "ہاں" - ان تین امور کا اعلان کے صفحہ ۴ پر ذکر ہے - چوتھی بات کوئی نہیں -

سوال - آپ مانتے ہیں یا نہیں کہ کھیتی اگانے کے اخراجات میں کمی بیشی سے خالص منافع میں کمی بیشی واقع ہوتی ہے ؟

صاحب بہادر مانیں گے - اگر نہ مانیں - تو مثال دیکر انہیں سمجھاؤ کہ جب قیمتیں بڑھتی ہیں - تو خالص منافع بڑھ جاتا ہے - کیوں بڑھ جاتا ہے ؟

سوال - آپ مانتے ہیں یا نہیں - کہ کھیتی کے اخراجات لازمی طور پر اسی رفتار سے نہیں گھٹتے - جس رفتار سے قیمتیں گھٹتی ہیں ؟

اگر صاحب بہادر نہ مانیں تو اپنے ذاتی اخراجات - شرح سود - بیلوں کی قیمت اور خاصکر آبیانہ کا ذکر کرو -

سوال - فرض کیجئے اجناس کی قیمتیں ۴۰ فیصدی گریں اور کھیتی کے اخراجات ۲۰ فیصدی کم ہوں - اور رقبہ پختہ شدہ اور جھاڑ پیداوار میں کوئی فرق نہ آئے - اس صورت میں معافی کا حساب کس طرح پھیلایا جائیگا -

جواب ملے گا "قیمتوں کے گرنے کے لحاظ سے"

کیونکہ اس کے علاوہ دوسرے اصول کا اعلان میں ذکر نہیں ہے ۔

سوال - خالص منافع پہلے کی نسبت ۴۰ فیصدی کم ہوگا یا

اس سے زیادہ؟ اگر صاحب بہادر کو معلوم نہ ہو۔
تو مثال دے کر بتاؤ۔ جواب ہے ۷ء۶۸ فیصدی

سوال ۔ صاحب بہادر۔ خالص منافع ۶۰-۷۰-۸۰-۹۰
فیصدی کم ہو۔ اور معافی ملے ۴۰ فیصدی۔ اس کے
کیا معنی؟

جواب ندارد۔

سوال ۔ حکومت کو اپنے اصولوں کی پابندی لازمی ہے یا
نہیں؟ جواب ملنا چاہیئے۔ کہ ہاں۔

سوال ۔ نئی شرح ہائے معاملہ یک چہارم خالص منافع کی رو
سے قائم ہونگی یا نصف۔ یا تین چوتھائی یا سو فیصدی
خالص منافع کی رو سے؟

جواب ملنا چاہیئے یک چہارم خالص منافع کی رُو
سے۔ کیونکہ اس کاغذی اصول میں انقلاب انگیز تبدیلی
ابھی واقع نہیں ہوئی۔

سوال ۔ قیمتوں کے زیادہ اور اخراجات کے کم کرنے سے
یہ ممکن ہے یا نہیں کہ نئی شرح ہائے معاملہ یک
چہارم خالص منافع سے تجاوز کر جائیں؟

جواب دینا پڑے گا کہ ممکن ہے۔

سوال ۔ یک چہارم منافع کا اصول کہاں گیا؟ یہ اصول

کس مرض کی دوا ہے ؟

یہ اصول بنا تھا زمینداروں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کے لئے - مگر صاحب بہادر مانیں گے نہیں - چلو جانے دو - اور ذکر چھیڑو ٭

سوال - حضور کا اقبال دن دونی رات چوگنی ترقی کرے - ہم زمینداروں کے پاس اوسطاً فی کس کتنی زمین ہے ؟

جواب - یہی ۷ - ۶ ایکڑ ٭

سوال - قیمتوں کے گرنے سے پہلے ہم لوگ خوشحال تھے ؟

جواب - بیشک - تم لوگوں نے سونا تولوں کے حساب سے نہیں سیروں کے حساب سے خریدا ہے -

سوال - خوشحالی کے زمانے میں چھوٹے زمیندار سالانہ کتنا منافع کماتے ہونگے ؟

جواب - ٹھیک معلوم نہیں -

سوال - سنا ہے - حکومت پنجاب کے تین وزیر ہیں - انہیں کیا تنخواہ ملتی ہے ؟

جواب - ۵ ہزار روپے ماہوار ٭

سوال - خوشحالی کے زمانے میں چھوٹے زمینداروں کی کمائی وزیروں کی تنخواہ کے برابر تھی ؟

صاحب بہادر اگر مذاق سمجھتے ہیں تو شاید ہنس پڑیں

سوال - ایک وزیر جس کی ۶۰ ہزار روپے سالانہ تنخواہ ہے - کیا انکم ٹیکس دیتا ہے ؟

جواب - آمدنی کا تقریباً سولھواں حصہ -

سوال - ہم لوگ خوش نصیب ہیں کہ ہماری محصول ادا کرنے کی قابلیت وزیروں سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے ممکن ہے کہ تمہاری خوش نصیبی کا احوال تمہاری ہی زبانی سن کر صاحب بہادر چپراسی کو حکم دیں - کہ نکال دو ان مسخروں کو - اگر بیٹھا رہنے دیں تو پوچھو -

سوال - سنا ہے - کہ جب اصلاحات کا نیا سیاسی دور شروع ہوگا - وزیروں کی تنخواہ گھٹا دی جائیگی ؟

جواب - ممکن ہے ؟

سوال - فرض کرو ایک وزیر کی تنخواہ ۳۰۰۰ روپے کر دی جائے - ۳۶ ہزار سالانہ کی آمدنی پر ٹیکس کی شرح کیا ہوگی ؟ ۱۶ فیصدی یا کم ؟

جواب - کم ؟

سوال - حضور والا - جب ہم خوشحال تھے - معاملہ کی شرح خالص منافع کا چوتھا حصہ قرار پائی - یہ قاعدہ اجناس کی قیمتوں کے بے تحاشا گرنے سے پہلے بنا تھا - یا نہیں ؟

جواب ۔ ہاں ۔

سوال ۔ اجناس کی قیمتیں پہلے سے آدھی رہ گئی ہیں ۔ خالص منافع اگر بالکل اُڑ نہیں گیا ۔ تو ایک چوتھائی یا اس سے بھی کم رہ گیا ہے ۔ پھر بھی ہم معاملہ پرانی یک چہارم خالص منافع کی شرح سے دینے کے کیونکر قابل سمجھے گئے ؟

اس کا جواب فقط ایک ہے ۔ جوں جوں زمیندار کی آمدنی گھٹتی ہے ۔ اس کی خوش نصیبی بڑھتی ہے ۔

مطالبات

بدبخت چھوٹے زمیندارو ! کب تک سوتے رہوگے نیند سے جاگو ۔ جتھے بناؤ ۔ اور متفق ہوکر حکومت سے اپنے حقوق طلب کرو ۔ جب تک تم خود نہیں جاگوگے تمہاری کون سدھ لیگا ۔ پنجاب میں ۵۸٫۳ فیصدی مالکان کے پاس ۵ ایکڑ فی کس سے کم زمین ہے ۔ حکومت کو معلوم ہے ۔ کہ کس کے پاس کتنی زمین ہے ۔ حکومت کو یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ ۷ ۔ ۵ ایکڑ زمین کا مالک خالص منافع خاک نہیں کماتا ۔ جیتا نہیں مشکل سے زندگی کے دن پورے کرتا ہے ۔ تم میں محصول ادا کرنے کی قابلیت

کہاں ؟ متفق ہو کر بآواز بلند مطالبہ کرو۔ کہ جو زمیندار محصول ادا کرنے کے ناقابل نہیں۔ ان سے معاملہ قطعاً نہ لیا جائے۔ غیر زرعی آمدنی کے لئے معافی کی رقم ایک ہزار ہے۔ تمہاری آمدنی اور قسم کی ہے۔ مگر تمہارے لئے بھی معافی کی رقم مقرر ہونی چاہئے۔ ہزار نہ سہی ۵۰۰۔ ۵۰۰ نہ سہی ۲۵۰ - ۲۵۰ بھی زیادہ ہیں تو ۱۵۰ ہی سہی۔ کچھ تو ہو۔ اگر رقم مقرر نہیں ہو سکتی۔ یہ ہو جائے۔ کہ جس زمیندار کے پاس ۵ یا ۷ ایکڑ سے کم زمین ہے۔ اس سے معاملہ نہیں لیا جائیگا

پہلا مطالبہ :- چھوٹے زمیندار جو معاملہ دینے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ معاملہ دینے سے معذور کئے جائیں۔ معذوری کی بنا ناقص منافع کی ایک مقرر شدہ رقم [illegible] یا مقرر شدہ مقدار زمین ہو

یہ ایک اصلاح ہوئی۔ اور زمینداروں کے لئے اور اصلاحوں کی ضرورت ہے

دوسرا مطالبہ :- شرح ہائے معاملہ دس فیصدی ناقص منافع کی رو سے قائم کی جائیں

ظاہر ہے۔ کہ قیمتوں کے گرنے اور ناقص منافع کے کم ہو جانے سے زمینداروں کی معاملہ دینے کی قابلیت کم ہو گئی ہے۔ خوشحالی کے زمانے کی

شرح ہائے معاملہ ناداری کے زمانے کے لئے مناسب نہیں +

تیسرا مطالبہ:۔ نئے بندوبست میں معاملہ کی معافی کا حساب کرتے ہوئے کھیتی اُگانے کے اخراجات کی کمی بیشی کو ملحوظ رکھا جائے + فقط قیمتوں کے لحاظ سے معافی دینے کے معنی ہم بتا چکے ہیں۔ زمیندار کو اپنا پیٹ کاٹ کر معاملہ دینا پڑے گا۔ مانے ہوئے تین امور کے علاوہ اخراجات کی کمی بیشی پر بھی معاملہ کا انحصار ہونا چاہیئے +

چوتھا مطالبہ:۔ حکومت تسلیم کرے۔کہ زمیندار کی مزدوری کھیتی اگانے کے اخراجات میں شامل ہے۔ اور یہ کہ خالص منافع زمیندار کی مزدوری سے بالکل الگ تھلگ چیز ہے +

زمیندار کی مزدوری کا الگ مطالبہ میں ذکر کرنا ضروری تھا۔ وجہ یہ کہ خالص منافع کی تعریف نہیں ملتی۔ سنہ ۲۵-۱۹۲۴ میں محصولوں کے متعلق ایک تحقیقاتی کمیٹی بیٹھی تھی۔ اس کمیٹی کی رپورٹ میں لکھا ہے۔کہ خالص منافع میں کبھی زمیندار کی مزدوری شامل کر لی جاتی ہے۔ اور کبھی نہیں عجب کھیل ہے۔ زمیندار کی جان گئی اور سرکار کی ادا

ٹھیری۔

پانچواں مطالبہ - زمیندار کی مزدوری جو کھیتی اگانے کے اخراجات میں شامل ہوگی - ایک بالغ چپڑاسی کی سالانہ اجرت سے کسی صورت میں کم نہ ہو - جو بھی بالغ مرد کھیتی کا کام کرتا ہے - اس مزدوری کا مستحق ہے۔

شرم کا مقام ہے - کہ زمینداروں کی حالت شہر کے چپڑاسیوں سے بھی بدتر ہے - انگریزی مورخوں نے ہمارے مغل بادشاہوں کے خلاف بہت زہر اُگلا ہے مورلینڈ نے لکھا ہے کہ سترھویں صدی میں کسانوں کی نسبت چپڑاسی زیادہ خوشحال تھے - سترھویں صدی میں کسانوں کی حالت چپڑاسیوں سے بھلی تھی یا بُری اس سے ہمیں بحث نہیں - مگر بیسویں صدی میں ضرور بُری ہے۔

حکومت کے اخراجات

معترض شاید کہے - کہ یہ مطالبات منظور ہو گئے - تو حکومت کی آمدنی میں بڑی بھاری کمی واقع ہوگی - حکومت کے اخراجات کیونکر پورے ہوں گے - اور حکومت کا کام کیونکر چلے گا؟

اس کے دو جواب ہیں - اوّل - ہمیں اس سے غرض نہیں - کہ حکومت کے اخراجات کیونکر پورے ہوں گے - ہمیں بحث زمینداروں کی مالی حالت سے ہے - چھوٹے زمینداروں سے - جو معاملہ دینے کی قابلیت نہیں رکھتے زبردستی معاملہ وصول کرنا ظلم ہے - حکومت خرچ گھٹائے یا آمدنی کے اور ذرائع اور پیدا کرے ॰

دوم حکومت نے جان بوجھ کر اخراجات بڑھا رکھے ہیں - پہلے ہی اخراجات کم نہ تھے - مگر جب ۱۹۲۱ء میں نیا سیاسی دور شروع ہُوا - ان میں اور اضافہ ہُوا - یا یوں کہو کہ سفید حکومت اگر پہلے اٹھا کر چلتی تھا - تو اصلاحات کا نام آتے ہی میدان اخراجات میں بے لگام ہو کر سرپٹ دوڑنے لگ گئے محکمے بنے - نئے عملے بھرتی کیے گئے - اور سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بڑھیں - اصلاحات سے ہندوستانیوں کو ملا کیا - پنجاب کا راج مل گیا : نام کے اختیارات - البتہ کونسل میں ہمارے نمائندوں کی زبان قینچی کی طرح چلتی ہے - اور ہندو مسلمان سکھوں کے فرقہ وارانہ تنازعات - سیاسی - اقتصادی - اور مجلسی زندگی میں مرچ مصالح کا کام دیتے ہیں - سیاسی خود مختاری کا گھر دور ہے - مگر فرضی خود مختاری کے نام پر ہم مر مٹے - اصلاحات کا ڈھول گلے میں پڑا ہُوا ہے - اور ایسے

پیٹے جاتے ہیں ؛

اصلاحات سے اُن زمینداروں کو خاک فائدہ نہیں پہنچا ہے - جو لہو پسینہ ایک کر کے کھیتوں کی گرمیوں کی جلا دینے والی دھوپ اور جاڑے کی خون جما دینے والی سردی سہ کر ٹکڑا کماتے ہیں - ان کی طرف سے کل کی ہوتی آج اصلاحات منسوخ ہو جائیں ؛

حکومت کے اخراجات میں بڑی بھاری کمی کی گنجائش ہے اول سرکاری افسران کی تنخواہوں کو دیکھئے - ہمارے صوبے میں دو فنانشل کمشنر ہیں - تنخواہ ماہوار ۳۵۰۰ روپے - ۵ کمشنر ماہوار تنخواہ ۳۰۰۰ روپے - ۷ ای اے سی تنخواہ ۹۰۰-۱۲۰۰-۵۰ روپے - ۲۹ ای اے سی تنخواہ ۸۵۰ روپے سے ذرا زیادہ - ۳۵ ای اے سی تنخواہ ۷۰۰ روپے یا زیادہ - ۲۸ ای اے سی تنخواہ ۶۰۰ روپے یا زیادہ - ۹ ۳ ای اے سی تنخواہ ۵۰۰ روپے یا زیادہ ؛

محکمہ نہر کو لیجئے - ۳ چیف انجینئر تنخواہ ۲۷۵۰ - ۱۲۵ - ۳۰۰۰ روپے - ۱۴ ایس ای تنخواہ ۱۷۵۰ - ۱۰۰ - ۱۲۵۰ روپے - ۹۷ ایگزیکٹو انجینئر جن کی تنخواہ دو تین کو چھوڑ کر ہزار روپے ہے یا ہزار سے زیادہ - ۳۷ ان کے نائب تنخواہ ۵ یا ۶ کو چھوڑ کر ۶۰۰ روپے یا اس سے زیادہ ؛

یہ تنخواہیں ہیں یا دن دہاڑے کی لوٹ! خیال کرو۔ آج کل ایک معمولی زمیندار ۶ - ۷ ایکڑ کا مالک کیا کماتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ۷ یا ۸ روپے ماہوار۔ ایک فنانشل کمشنر اکیلا ۴۰۰ سے زیادہ زمینداروں کی کمائی کھا جاتا ہے۔ رعایا کنگال۔ افسر نہال۔ عجیب اصول حکمرانی ہے!

کہا جاتا ہے کہ جب نئی اصلاحات ملیں گی۔ تو وزیر کی تنخواہ ۳۰۰۰ روپے مقرر ہوگی۔ یعنی وزیر کی تنخواہ میں چالیس فیصدی تخفیف ہوگی۔ بہت مناسب ہے۔ اسی نسبت سے ادنےٰ ملازمین کو چھوڑ کر تمام افسران کی تنخواہیں گھٹاؤ۔ پھر دیکھو کتنی بچت ہوتی ہے۔

یہی کافی نہیں۔ حکومت کے لاتعداد دفاتر ہیں۔ دفاتر کیا ہیں۔ ایک طوفان بدتمیزی ہے۔ اگر طرز حکومت بدلے یعنی موجودہ ٹیڑھی بیڑھی حکومت کی بجائے ایک سیدھی سادھی ساخت کی کل کام کرنے لگے۔ تو شاید آدھے سے زیادہ دفاتر بند کر دیئے جائیں۔

معاملہ کی بجائے اگر حکومت انکم ٹیکس لیا کرے۔ تو بے حساب سرکاری عملے کی ضرورت نہ رہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ جب تک حکومت پر زبردست دباؤ

نہ پڑے گا ۔ نہ تنخواہیں گھٹائی جائیں گی ۔ نہ حکومت کی کل سدھرے گی ۔ نہ مالی نظام بدلے گا ۔ دباؤ کون ڈال سکتا ہے ؟ محنت کش اور فاقہ کش زمیندار ۔ کونسل کے ممبران دھوئیں دار تقریریں کرنی جانتے ہیں ۔ مگر اب تقریروں کا زمانہ گیا ؂

پچھلی باتیں

حکومت سے جب کہو کہ معاملہ زمین جابرانہ محصول ہے ۔ تو جواب ملتا ہے کہ انگریزی راج میں معاملہ زمین کی شرح بتدریج گھٹتی گئی ہے ۔ پہلے پہلے حکومت خالص منافع کا ۱۰/۱۱ حصہ لیا کرتی تھی ۔ پھر یہ حصہ ۲/۳ مقرر ہوا ۔ ۱۸۵۵ء میں آدھا رہ گیا ۔ اور ۱۹۲۹ء میں پنجاب میں یک چہارم ۔ مگر یاد رہے کہ یہ کاروائی کاغذی ہے حقیقت یہ ہے ۔ کہ معاملہ کی خالص منافع سے کوئی مقررہ نسبت نہیں ۔ قیمتیں چڑھی ہوئی ہیں اور فصل اچھی ہوتی ہے ۔ تو زمیندار معاملہ کا بوجھ محسوس نہیں کرتا ۔ قیمتیں گر جائیں اور زمیندار خالص منافع کمانے کی بجائے نقصان اٹھائے ۔ پھر بھی معاملہ دینا پڑتا ہے ۔ اور جیسا ہم نے اوپر بتایا ہے ۔ اگر ۵ - ۶ سال کی اوسط لی جائے ۔ تو معاملہ خالص منافع کے

برابر نکلتا ہے۔ یعنی سو فیصدی یا اس سے ذرا زیادہ یا ذرا کم ✦

آج کل یہ کہنے سے کچھ حاصل نہیں۔ کہ سکھوں کے عہد میں اتنا معاملہ لیا جاتا تھا۔ اور شہنشاہ اکبر کے عہد میں اتنا۔ معاملہ زمین بڑا پرانا محصول ہے۔ مگر زمانے کے بدلنے کے ساتھ محصول بھی بدلنے پڑتے ہیں۔ آبادی قدرتی طور پر سال بسال بڑھتی رہتی ہے۔ آبادی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اگر روٹی کمانے کے ذرائع بھی بڑھتے رہیں۔ تو رعایا خوشحال ہوگی۔ مگر ہندوستان میں حالات اس کے برعکس ہیں ✦

دو سو چار سو سال کی بات کو جانے دو۔ دیکھتے دیکھتے پچھلے تیس سالوں میں زراعت پیشہ لوگوں کی تعداد کل آبادی کے مقابلہ میں زیادہ تیزی سے بڑھی ہے۔ ۱۹۰۱ء میں ہندوستان کی کل آبادی ۲۹ کروڑ ۴۲ لاکھ تھی۔ جس میں سے ۱۹ کروڑ ۱۷ لاکھ زراعت پیشہ لوگ تھے۔ یعنی آبادی کا ۶۵ فیصدی حصہ۔ ۱۹۳۱ء میں کل آبادی ۳۵ کروڑ ۲۸ لاکھ تھی۔ جس میں ۲۵ کروڑ ۴ لاکھ لوگوں کا ذریعہ معاش زراعت تھی۔ یعنی آبادی کا ۷۱ فیصدی حصہ۔ آبادی ۲۳ فیصدی بڑھی۔ اور زراعت پیشہ لوگوں کی تعداد ۳۰ فیصدی

سنہ ۱۹۰۱ء میں ہندوستان کی ۶۵ء ۱۵ آبادی کا گذران صنعتوں پر تھا۔ اور سنہ ۱۹۳۱ء میں آبادی کے کل ۱۰ فیصدی حصے کا۔ یہ فقط ۳۰ سال کی تبدیلیاں ہیں۔ سو یا ۲۰۰ سال پہلے دستکاری کی اہمیت آج سے دس بیس نہیں سو گنی زیادہ تھی۔ دستکاری کی بربادی انگریزی راج کی برکتوں میں شامل ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ ہندوستان کا سوتی کپڑا دھڑا دھڑ چین جاپان یورپ اور افریقہ میں فروخت ہوتا تھا۔ اب یہ حال ہے کہ کپڑے کی درآمد کو بھاری محصول لگا کر روکا جاتا ہے۔ اور برآمد نہ ہونے کے برابر ہے۔

پچھلے زمانے میں صنعتیں لوگوں کو پالتی تھیں۔ زمینداروں کے پاس زمین زیادہ تھی۔ اور ممکن ہے کہ زمین کی اوسط پیداوار بھی زیادہ ہو۔ پیداوار زیادہ نہ ہو۔ پھر بھی زمین زیادہ رکھنے کے باعث زمیندار اپنا پیٹ بھی بھر لیتے تھے۔ اور معاملہ بھی دے دیتے تھے۔ فرض کرو۔ ایک زمیندار کے پاس دو مربع زمین ہے۔ اور دو مربعوں کی آمدنی سے اس کا خوش حالی سے گذران ہوتا ہے۔ مگر اس کے چار لڑکے ہیں ان لڑکوں کو فی کس آدھا مربع زمین ملے گی۔ لڑکوں کے لڑکے ہوں گے۔ اور جوں جوں زمانہ گذرے گا فی کس زمین کم ہوتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ تین چار نسلوں

کے بعد ہی زمین گذارے کے لئے ناکافی ثابت ہوگی۔ یہ ہماری موجودہ حالت ہے۔ دو مربعوں کا مالک جو معاملہ دے سکتا ہے۔ دو ایکڑوں کا مالک نہیں دے سکتا ہے۔

ہمارے راجوں بادشاہوں کو گالیاں دینی آسان ہیں نہ اُنہوں نے ریلیں بنائیں۔ نہ نہریں چلائیں۔ اور حکومت کا سارا بوجھ کاشتکاروں پر ڈال دیا۔ سرکار انگریزی کی برکتوں میں ریلوں اور نہروں کو ہمیشہ خاص طور پر مذکور ہوتا ہے۔ مگر سرکار انگریزی نے اپنے ملک کی صنعتوں کو فروغ دینے کی خاطر ہماری صنعتیں غارت کر دیں۔

حکومت کا بوجھ پہلے کی طرح اب بھی زراعت ہی پر ہے۔ حکومت پنجاب کی آمدنی کی دو بڑی مدیں معاملہ اور آبیانہ ہیں۔ معاملہ اور آبیانہ کو اڑا دو تو حکومت کا دیوالہ نکل جائے۔

پچھلے اور موجودہ زمانے میں بڑا بھاری فرق ہے۔ ہمارے راجا اور بادشاہ کتنے ہی بُرے کیوں نہ تھے۔ ملک کے مفاد کو سمجھتے تھے۔ جو دولت ہندوستان میں پیدا ہوتی تھی۔ ہندوستان ہی میں رہتی تھی۔ بلکہ سوتی کپڑے کی برآمد کے بدلے میں سونے اور چاندی کے دریا یورپ سے نکلتے۔ اور ہندوستان میں آ کر گرتے۔ یہ ایک انگریز

سیاح کا بیان ہے۔ سونے چاندی کی برآمد بند تھی۔ اور جو سونا چاندی باہر بھیجتا ہؤا پکڑا جاتا تھا۔ اس کا سر قلم کیا جاتا تھا ٭

موجودہ نظام میں ہندوستان سے سونا باہر جاتے۔ تو حکام خوش ہوکر بغلیں بجاتے ہیں۔ ۲۲۶ کروڑ روپے کا سونا جا چکا ہے۔ اور برآمد ابھی جاری ہے۔ غیر ملکی سرمایہ دار کروڑوں روپے سالانہ کا نفع ہندوستان سے کھینچ کر لے جاتے ہیں۔ خود حکومت کے چالیس کروڑ سالانہ کے ہوم چارجز ہیں۔ ہوم چارجز کے لفظی معنی ہیں خانگی اخراجات۔ خانگی سے مطلب ہے جزائر برطانیہ کے متعلق۔ کیونکہ ہمارا گھر ہندوستان نہیں برطانیہ ہے! حکومت ہند چالیس کروڑ سے سے زیادہ روپیہ ہر سال برطانیہ میں خرچ کرتی ہے ٭

ہندوستان کی موجودہ اقتصادی حالت کو ۳۰۰ سال پیشتر سے مقابلہ کرتے وقت ان امور کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ ان امور کا رعایا کی محصول ادا کرنے کی قابلیت سے گہرا تعلق ہے ٭

یہ بھی خیال رہے۔ کہ پچھلے عہدوں میں انکم ٹیکس کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ اور نہ ہزار طرح کے اور محصولوں کی بھرمار تھی جو اب ہے۔ لازمی طور پر حکومت کا خرچ

کاشتکاروں کو برداشت کرنا پڑتا تھا ؟

مختصراً راجوں اور بادشاہوں کے زمانے میں اوّل صنعتیں بڑا بھاری ذریعہ معاش تھیں - دوم - زمینداروں کے پاس فی کس زمین زیادہ تھی - سوم - ملک کی اقتصادی حالت اس لحاظ سے بہتر تھی - کہ پیدا کی ہوئی دولت ملک میں رہتی تھی - اور چہارم محصولوں کا بوجھ اس خیال سے ہلکا تھا - کہ حکومت وصول شدہ محصول ملک میں خرچ کرتی تھی ؟

زمیندار دا اگر حکومت یہ باتیں سن کر بھی پرانا راگ الاپے جاتے کہ سکھوں کے عہد میں سکھا شاہی تھی - اور اکبر بادشاہ کی ایک تہائی لیا کرتا تھا - تو تم دست بستہ عرض کرو حضور - ہمارے راجے اور بادشاہ کودن یا جاہل تھے - اقتصادیات کا انہوں نے نام نہیں سنا - حکمرانی کے فن سے بے بہرہ تھے - ظالم تھے - ہمیشہ رعایا کے خون کے پیاسے رہتے تھے - مگر آپ اقتصادیات کے ماہر ہیں - اور تہذیب کے پتلے - فن حکمرانی میں طاق اور رعایا پرور - آپ کی عقل و فہم کی چار دانگ عالم میں دھوم ہے - پچھلے عہدوں میں رعایا پر ظلم ہؤا - ظلم کرنا ظالموں کا شیوہ ہے - مگر آپ رحیم وکریم یعنی خدا صفت ہیں - اپنے رحم و کرم کے دریا کو جوش میں لائیے - اور عدل و انصاف کی ترازو

میں اس نامعقول محصول کو تولیئے ۔ اگر انجان غلطی کرے تو معافی کا حق دار ہے ۔مگر آپ انجان نہیں ۔ دانا بینا ہیں ۔ پھر جان بوجھ کر ہمیں مفلسی کے بھاڑ میں کیوں جھونک رکھا ہے ؟

زمانہ بدل گیا ہے

زمینداروں! جسے تم معاملہ کہتے ہو ۔ معاملہ نہیں۔ مصیبت کا ایک پہاڑ ہے ۔جس کے نیچے تم دبے ہوئے ہو ۔ ایک خوفناک بھوت ہے ۔ جو تمہارے چمٹا ہوا ہے ۔ اور تمہارا اور تمہاری بیوی اور بچوں کا خون چوستا ہے ۔

حکام سے دریافت کرو ۔کہ تمہارے ملک یعنی انگلستان میں معاملہ لیا جاتا ہے ؟ انگلستان میں زمیندار معاملہ نہیں دیتے ۔ انکم ٹیکس دیتے ہیں ۔ زمین کا ایک پرانا محصول بھی لیا جاتا ہے ۔ مگر اسے محصول نہیں سمجھا جاتا ۔ اگر اسے محصول کہیں بھی ۔ تو چھوٹے مالکان زمین پر اس کا بوجھ نہیں پڑتا ۔ ۱۸۹۶ء میں مالکان زمین کو جن کی آمدنی ۱۶۰ پونڈ سے کم تھی ۔ زمین کے محصول کی ادائیگی سے بری کر دیا گیا ۔ آج کل معافی کی رقم شادی شدہ آدمی

کے لئے ۱۸۷ پونڈ ۱۰شلنگ ہے۔ جو تقریبًا ۲۵۰۰ روپے کے برابر ہے ؞

مطلب یہ کہ انگریز زمیندار کی آمدنی تقریبًا ۲۵۰۰ روپے سے کم ہو تو وہ نہ زمین کا محصول دے گا۔ نہ انکم ٹیکس۔ زمیندارو! حکام سے بلفظ ہو کر پوچھو۔ کہ یہ سچ ہے یا جھوٹ۔ تم ۱۰ روپے کماؤ تو سرکار تمہاری ناچیز کمائی میں سے ۲½ روپے چھین کر لے جائیگی۔ لیکن ایک انگریز زمیندار تقریبًا ۲۵۰۰ روپے کمائے۔ تو بھی حکومت انگلستان اسے ایک پائی زمین کا یا آمدنی کا محصول دینے کے لائق نہیں سمجھتی۔ عجب ماجرا ہے۔ یا حکومت برطانیہ اندھی ہے۔ یا ہماری حکومت کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے ؞

زمیندارو! زمانہ بدل گیا ہے۔ اور بدل رہا ہے۔ پہلے کے نرخ گئے۔ پہلے کے منافع گئے۔ ناداری اور بربادی کا سامنا ہے۔ بھلائی چاہتے ہو تو مل کر کام کرنا سیکھو۔ سر جوڑ کر بیٹھو۔ اپنی اقتصادی حالت پر غور کرو۔ ابتری کے اسباب معلوم کرو۔ اور بہتری کی سبیل نکالو۔ ہم ہر طرح سے تمہاری امداد کرنے کو تیار ہیں۔ مگر تمہیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑیگا۔ اپنے رہنما پیدا کرو۔ اور انکی رہنمائی میں اپنے مفاد۔ اپنے پیٹ کی خاطر لڑو۔ کبتک ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہوگے؟

سرد بازاری

پروفیسر برج ناراین صاحب ایم - اے پروفیسر اقتصادیات کی مشہور و معروف تصنیف جس میں موجودہ سرد بازاری اور عام بیکاری پر عالمانہ بحث کی ہے ؂

موجودہ بین الاقوامی تجارت میں اجناس کے تبادلہ اور نرخوں کے اُتار چڑھاؤ - حکومت کی غلط پالیسی ہندوستانی کاشتکار طبقہ کی تباہی کی وجوہات پر مفصل بحث کی ہے - اقتصادیات کے ہر طالب علم کو اس کا مطالعہ کرنا بے حد ضروری ہے - کاغذ اعلیٰ - لکھائی چھپائی عمدہ - و نقشہ رنگین بلاک سے تیار کرائے گئے ہیں - جو کتاب کی زینت کا باعث ہیں -

سرورق عمدہ - حجم ۱۴۰ صفحہ قیمت صرف عہ

سویٹ روس

اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام ادارہ ترقی اردو امرتسر نے کیا ہے۔ اور اردو بک سٹال لاہور کو اس کتاب کی ایجنسی سپرد ہوئی ہے۔ جو صاحب اس کتاب کے متعلق خط و کتابت کرنا پسند کریں۔ اردو بک سٹال لاہور سے کریں۔ ادارہ ترقی اردو نے اس بات کا عزم کیا ہے۔ کہ اردو زبان میں سیاسی لٹریچر مہیا کیا جائے۔ چنانچہ ادارہ مذکور کا یہ پہلا قدم ہے۔ ہمیں اہل ذوق سے پوری امید ہے۔ کہ وہ ادارہ ترقی اردو کی جو اپنی نوعیت کا ہندوستان میں واحد ادارہ ہے۔ پوری پوری مدد فرمائیں گے۔

منیجر ادارہ ترقی اردو۔ امرتسر

انقلاب روس کی پچاس سالہ مکمل تاریخ جسمیں روس کی سیاسی تحریک کے نشیب و فراز کو مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ انقلاب کی تیاری۔ روسی مزدوروں کی تنظیم اور کسان طبقہ کی شمولیت۔ زار کی حکومت کے خلاف مسلم بغاوت۔ سویٹ روس کی تشکیل اور نظام حکومت کو بالوضاحت بیان کیا گیا ہے۔

اردو بک سٹال

دوسری کتابیں

تہذیب عمل - ازجناب نسیم رضوانی ۸ر

غدر ۱۸۵۷ء کی تصویر کا دوسرا رُخ - مترجمہ شیخ حسام الدین بی اے - اس کتاب کی جان مولانا عبدالرحیم صاحب پوپلزائی کا وہ مقدمہ ہے - جو انہوں نے اس ترجمہ پر سپردِ قلم کیا ہے - لکھائی چھپائی اعلیٰ ۱۲۰ حجم قیمت ۱۲ر

ایوان تصور :- محترمہ سروجنی نائیڈو کے رنگین گیتوں کا سلیس اور بامحاورہ ترجمہ - مترجمہ جناب ظفر قریشی بی - اے لکھائی - چھپائی عمدہ کاغذ ۲۸ پونڈ - کتابی سائز - قیمت صرف عہ ر - حجم ۲۰۰ صفحات ٭

ڈرامے چند - ازمحمد عمر نورالٰہی - قیمت ۸ر

نجات - منشی پریم چند صاحب -

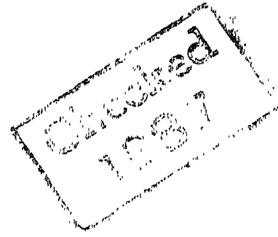
قیمت عہ

روحِ سیاست - محمد عمر نورالٰہی صاحبان -

امریکہ کی جد وجہد آزادی کا مرقع - مشہور محبِ وطن

ابراہام لنکن کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
قیمت ۸ر

گناہ کی راتیں ۔ ایم۔ ایم۔ اسلم ۔ سات عورتوں کی کہانی ان کی اپنی زبانی ۔ قیمت عہ۸ر



گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام مسٹر یعسوب حسن پرنٹر و پبلشر چھپ کر
اردو بک سٹال بیرون لوہاری دروازہ لاہور سے شائع ہوا ۔